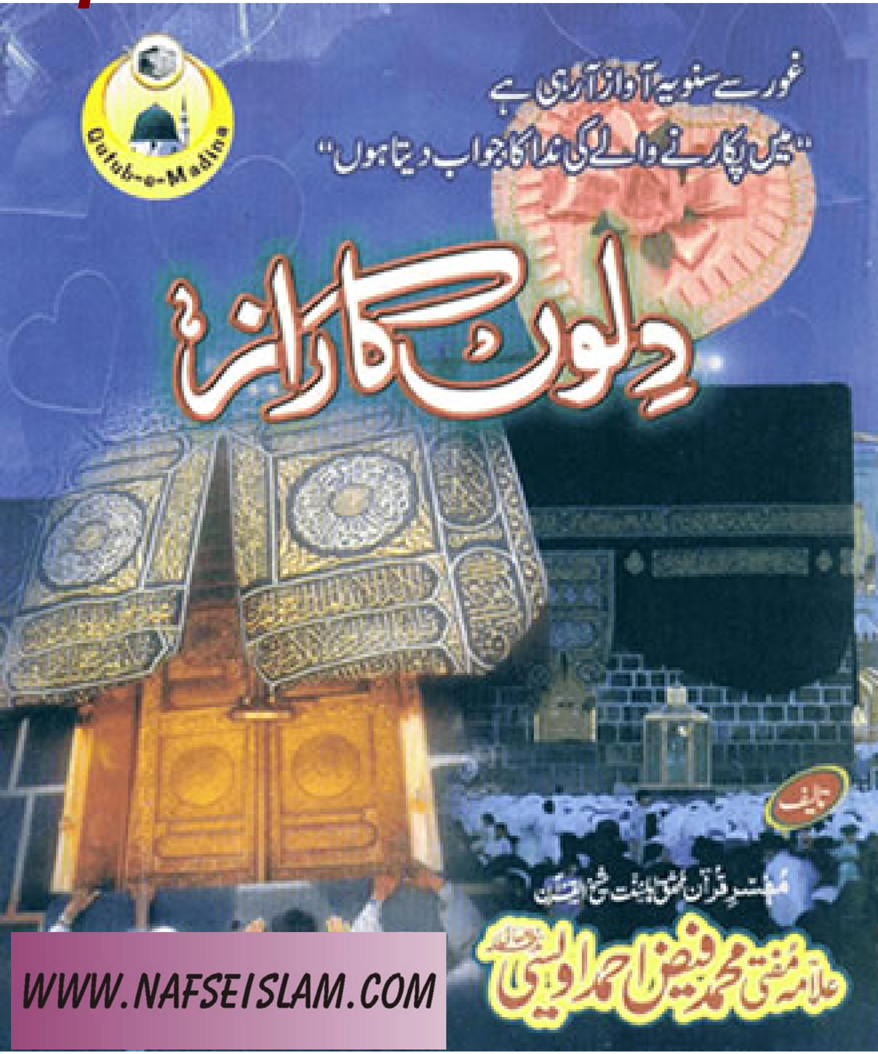

Qutub-e-Madina
غور سے سنو یہ آواز آرہی ہے
"میں پکارنے والے کی ندا کا جواب دیتا ہوں"
دلوں کا راز
تالیف
مفسر قرآن محقق اہلسنت شیخ الحدیث
علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی
WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمہید

ہم اہلسنت اپنے نبی پاک ﷺ کے فضائل و کمالات میں ایک کمال یہ بھی مانتے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی امت کے سینوں کے مخفی امور کا علم بھی عطا فرمایا ہے اگرچہ یہ ہمارے دعویٰ علمِ کلی کے ماتحت ہمارے دلائل میں بار بار مذکور ہوا لیکن چونکہ آج کل طبائع کو دینی و اسلامی مسائل و عقائد کی طرف توجہ نہیں۔ بالخصوص سرور عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے علمِ مبارک کو اختلافی مسائل کا نام دے کر اہل اسلام کو ایسی سعادۃ سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ فقیر نے فرصت پا کر چند سطور لکھ دیئے اور رسالہ کا نام رکھا "فیض الغفور فی علم ما فی الصدور"۔

اللہ تعالیٰ اسے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے قبول فرمائے۔ (آمین)

وے متصف است بصفات اللہ: یقین کیجئے کہ حضور ﷺ تجھے دیکھتے اور تیری ہر بات سنتے ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے صفات کے موصوف ہیں اس تقریر پر ماننا لازم ہے کہ مانا کہ علیم بذات الصدور اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس کی عطا سے حضور ﷺ بھی موصوف ہیں۔

(3) حضور سرور عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم اور خلیفہ برحق ہیں اسی لئے آپ میں اللہ تعالیٰ کے صفات سے موصوف ہونا اسلامی عقیدہ ہے مزید دلائل ہم نے دوسری تصنیف ''تنہاداری'' اور رسالہ ''فناء بقاء'' میں لکھے ہیں۔

خالق ومخلوق کا فرق

بعض اوہام اس طرف گئے ہیں کہ اس طرح سے خالق ومخلوق میں برابری لازم آتی ہے یہ غلط ہے اس لئے کہ ہمارا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ اپنی عظمت وکبریائی میں اور اپنے ملک وملکوت میں اور اپنے جملہ اسمائے حسنیٰ وصفات علیا میں اپنی مخلوق نبی ہو یا ولی علیٰ نبینا علیہم السلام میں سے کسی بھی شے کے مماثل نہیں اور نہ ہی مخلوق میں سے کوئی شے اسکے مشابہ ہے چنانچہ واسطی قدس سرہ نے فرمایا،

''لیس کذاته تعالیٰ ذات ولا کاسمه اسم ولا کفعله فعل ولا لصفة صفته الامن جهة موافقته اللفظ اللفظ۔''

(جواہر البحار صفحہ ۳۴۸ جلد ۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات جیسی کوئی ذات نہیں اور نہ ہی اس کے اسم جیسا کوئی اسم ہے اور نہ اسکے فعل جیسا کوئی فعل ہے اور نہ اسکی صفت جیسی کوئی صفت ہے ان میں مشابہت اگرچہ ہو بھی سکتی ہے تو صرف لفظی اور بس۔

وے متصف است بصفات اللہ: یقین کیجئے کہ حضور ﷺ تجھے دیکھتے اور تیری بات سنتے ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے صفات کے موصوف ہیں اس تقریر پر ماننا لازم ہے کہ مانا کہ علیم بذات الصدور اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس کی عطا سے حضور ﷺ بھی موصوف ہیں۔

(3) حضور سرور عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم اور خلیفہ برحق ہیں اسی لئے آپ میں اللہ تعالیٰ کے صفات سے موصوف ہونا اسلامی عقیدہ ہے مزید دلائل ہم نے دوسری تصنیف "تبادلہ داری" اور رسالہ "فنا، بقاء" میں لکھے ہیں۔

خالق و مخلوق کا فرق

بعض اوہام اس طرف گئے ہیں کہ اس طرح سے خالق و مخلوق میں برابری لازم آتی ہے یہ غلط ہے اس لئے کہ ہمارا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ اپنی عظمت و کبریائی میں اور اپنے ملک و ملکوت میں اور اپنے جملہ اسمائے حُسنیٰ و صفات عُلیا میں اپنی مخلوق نبی ہو یا ولی علٰی نبینا علیہم السلام میں سے کسی بھی شے کے مماثل نہیں اور نہ ہی مخلوق میں سے کوئی شے اسکے مشابہ ہے چنانچہ واسطی قدس سرہ نے فرمایا،

"لیس کذاتہ تعالیٰ ذات ولا کاسمہ اسم ولا کفعلہ فعل ولا لصفۃ صفتہ الا من جھۃ موافقتہ اللفظ اللفظ"۔

(جواہر البحار صفحہ ۳۴۸ جلد ۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات جیسی کوئی ذات نہیں اور نہ ہی اس کے اسم جیسا کوئی اسم ہے اور نہ اسکے فعل جیسا کوئی فعل ہے اور نہ اسکی صفت جیسی کوئی صفت ہے ان میں مشابہت اگرچہ ہو بھی سکتی ہے تو صرف لفظی اور بس۔

شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ سلطان العلماء ملا علی قاری شرح شفاء میں لکھتے ہیں کہ وصف حقیقی کے لحاظ سے خالق کے کسی بھی وصف میں مخلوق کا اشتراک ممکن نہیں ہاں جو کچھ اشتراک نظر بھی آتا ہے تو وہ صرف عرفی ومجازی معنی کے اعتبار سے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ سمیع، بصیر، علیم، حی، قادر، خبیر، رؤف الرحیم ہے جبکہ یہی بعض صفات مخلوق میں بھی متحقق ہیں جیسا کہ کسی متدین (دیندار) سے مخفی نہیں اس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ "نور الصفا" میں لکھی ہے۔ اس معنی پر علیم بذات الصدور اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو بھی صدور کے معنی سے نواز ہے ان کے طفیل بعض اولیاء کرام کو بھی حاصل ہے جسے ہم کشف سے تعبیر کرتے ہیں۔

عجیب نکتہ از سیدنا جیلی قدس سرہ

حضرت شیخ عبدالکریم جیلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو فرمایا، "**انك لعلى خلق عظيم**" اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم ﷺ کا خلق قرآن کریم تھا، شیخ موصوف نے فرمایا کہ اس ارشادِ عائشہ رضی اللہ عنہا میں سید عالم ﷺ کا حقیقۃً کمالاتِ الٰہیہ سے متصف ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

"لان القرآن هو عبارة من كمالات الله تعالىٰ وايضاً القرآن كلام الله تعالىٰ والكلام صفة المتكالم وهو خالق محمد ﷺ يعبنى وصفه فهو متصف باوصاف الله تعالىٰ وقد الفرد ﷺ بكمال ذلك دون كل موجود"

(جواہر البحار صفحہ ۲۲۵ جلد ا)

اس لئے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کے کلمات اللہ سے عبارت ہے نیز قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کلام متکلم کی صفت ہوا کرتی ہے اور جب قرآن اللہ تعالیٰ کی صفت ہو تو یہی سید عالم ﷺ کا خلق یعنی صفت ہوا جسکا نتیجہ نکلا کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہوئے اور اس کمال میں حضور ﷺ منفرد ہوئے جبکہ موجودات میں دوسرا کوئی بھی اس وصف سے موصوف نہیں۔

نتیجہ نکلا

کہ حضور سرور عالم ﷺ سینوں کے مخفی اسرار سے واقف تھے۔ یہ طویل بحث ہم نے اس لئے کی کہ ہمارے موضوع سخن کو پڑھنے سے کسی کو شرک کا خدشہ نہ ہو اور نہ ہی فتویٰ صادر ہو کہ نبی اکرم ﷺ کو حد سے بڑھا دیا گیا ہے اور غلو جیسی لعنت سے حفاظت ہو۔ یعنی بعد از خدا بزرگ توئی، پر پختہ ایمان ہو۔

مزید ابحاث ہم نے دوسری تصانیف میں لکھ دیئے ہیں اب اصل مسئلہ کے دلائل پڑھئے۔

باب اوّل آیاتِ قرآن

یہ مسئلہ قرآنی آیات کے اشارات سے بھی ثابت ہے اس موضوع پر مندرجہ ذیل آیات سے استدلال کیا جاتا ہے۔

(1) **وجئنا بك على هؤلآء شهيداً** ۔ اور اے محبوب تم کو ان سب پر نگہبان بنا کر لائیں گے۔

تفسیر نیشا پوری میں اسی آیت کے ماتحت ہے **"لان روحه عليه السلام شاهد على جميع الا رواح والقلوب والنفوس بقوله عليه السلام اول ماخلق الله نوری"** ۔ اس لئے کہ حضور

علیہ السلام کی روح مبارک تمام روحوں اور دلوں اور نفسوں کو دیکھنے والی ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ نے جو پہلے پیدا فرمایا وہ میرا نور ہے۔

فائدہ: اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیات سے علم کلی کا استدلال ہمارے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اہلسنت کی تصانیف اور فقیر کی تصنیف (حاضر و ناظر) وعلم غیب میں تفصیل سے مذکور ہے۔

(2) "ویکون الرسول علیکم شهیدا" اور رسول خدا ﷺ تمہارے گواہ ہیں۔

خاتم المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ اپنی تفسیر عزیزی میں آیت ھذا کے تحت لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے نور نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ تک پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کون سا حجاب اس کی ترقی سے مانع ہے پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے ایمانی درجات کو اور تمہارے نیک و بد اعمال اور تمہارے اخلاص اور نفاق کو پہچانتے ہیں لہذا ان کی گواہی دنیا میں بحکم شرع امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے۔

فائدہ: اصل عبارت فارسی ہے ہم نے یہاں ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔

اس طرح حضرت علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ،

"هذا مبنیٰ علی تضمین الشهيد معنى الرقيب والمطلع والوجه فی فی اعتبار تضمين الشهيد الاشارة الى ان التعديل والتزكية انما يكون عن خبرة ومواقبة بحال الشاهد ومعنى شهادة الرسول عليهم اطلاعه رتبة كل

متدین بدینہ فھو یعرف ذنوبھم وحقیقۃ ایمانھم واعمالھم وحسناتھم وسیاتھم واخلاصھم ونفاقھم وغیرذلک بنورالحق وامتہ یعرفون ذلک من سائر الامم بنورہ علیہ السلام“

یہ اس بنا پر ہے کہ کلمہ شہید میں محافظ اور خبر دار کے معنی بھی شامل ہیں اور اس معنی کے شامل کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ کسی کو عادل کہنا اور صفائی کی گواہی دینا گواہ کے حالات پر مطلع ہونے سے ہوسکتا ہے اور حضور ﷺ کی مسلمانوں پر گواہی دینے کے معنی یہ ہیں کہ حضور علیہ السلام ہر دیندار کے دینی مرتبہ کو پہچانتے ہیں پس حضور ﷺ مسلمانوں کے گناہوں کو ان کے ایمان کی حقیقت کو ان کے اچھے برے اعمال کو ان کے اخلاص اور نفاق وغیر کو نورِ حق سے پہچانتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کی امت بھی قیامت میں ساری امتوں کے یہ حالات جانے گی مگر حضور ﷺ کے نور سے۔

(۳) ”وما کان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشاء“ اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگ تم کو غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔

تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے ماتحت ہے ”وما کان اللّٰہ لیوتی احدکم علم الغیب فیطلع علی مافی القلوب من کفرو ایمان ولکن اللّٰہ یجتبی لرسالۃ من یشاء فیوحی اللّٰہ ویخبرہ ببعض المغیبات اوینصب لہ مایدل علیہ“

خدا تعالیٰ تم میں سے کسی کو علم غیب نہیں دینے کا کہ مطلع کرے اس کفر و ایمان پر جو کہ دلوں میں ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی پیغمبری کیلئے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے پس اس کی طرف وحی نازل فرماتا ہے اور بعض غیوب کی خبر دیتا ہے اور آپ کیلئے ایسے

دلائل لاتا ہے جو آپ کو غیب کی باتوں پر دلالت کریں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو (شرح الصدور) کی خوشخبری سنائی کماقال "الم نشرح لك صدرك" جسے شرح صدر نصیب ہو جائے اسکا ہر طور طریقہ نور اللہ پر ہوتا ہے کماقال اللہ تعالیٰ "افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام" اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کامل مؤمن کے لئے فرمایا۔ "اتقوا فراسته المؤمن فانه ينظر بنور الله" (ترمذی) جب عام مؤمن یعنی عارف نور الٰہی سے دیکھتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کے لئے بدگمانی کرنا کہ انہیں باطنی امور کا علم نہیں تو اپنی بدقسمتی کا اظہار کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،

"اللّٰه نور السموت والارض مثل نوره كمشكوة فيها مصباح المصباح في زجاجات الزجاجات كانها كوكب دري يوقد من شجرة مباركة زيتون لاشرقية ولاغربية يكادز يتها يضيي ولولم تمسسه نار نور علىٰ نور يهدى اللّٰه لنوره من يشاء ويضرب الله الامثال للناس والله بكل شيئي عليم"

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں ایک چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے روشن ہوتا ہے مبارک درخت زیتون سے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اس کو آگ نہ لگے نور پر نور ہے اللہ ہدایت فرماتا ہے اپنے نور کی جس کو چاہتا ہے اور لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔

فائدہ: آیت کریمہ میں دو باتیں قابل غور ہیں (1) نور الٰہی (2) نور الٰہی کی مثال

نور الٰہی کے متعلق کعب الاحبار و ابن جبیر رضی اللہ عنہ (۱) **المراد بالنور**

الثانی ھنا محمد ﷺ وقوله تعالیٰ مثل نوره ای نور

محمد ﷺ (شفاء شریف صفحہ ۱۰ جلد ۱) اللہ تعالیٰ کے ارشاد **مثل نوره** میں

نور ثانی سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں مثال سے بھی چنانچہ محی السنۃ علامہ علاؤ الدین

علی بن محمد المعروف بالخازن فرماتے ہیں اپنی تفسیر صفحہ ۳۲۲ جلد ۳ میں لکھتے ہیں۔

"وقیل وقع هذا التمثیل لنور محمد ﷺ قال ابن عباس لکعب الاحبار اخبرنی عن قوله تعالی مثل نوره کمشکوة قال کعب هذا مثل ضربه الله لنبیه ﷺ فالمشکوة صدره والزجاجه قلبه والمصباح فيه النبوة توقد من شجرة مبارکة هی شجرة النبوة یکاد نور محمد ﷺ وامر یتبین للناس ولولم یتکلم به انه نبی کما یکاد ذالك الذی یضئ ولولم تمسه النار"

اور کہا گیا ہے یہ تمثیل نور محمد ﷺ کی ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول مثل نورہ کمشکوۃ کا معنی مجھے بتاؤ انہوں نے فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی مثال بیان فرمائی ہے تو مشکوۃ، طاق سے مراد آپ کا سینہ اور زجاجہ (فانوس) سے مراد آپ کا قلب اور مصباح (چراغ) سے مراد نبوت ہے جو نبوت کے مبارک شجر سے روشن ہے اور اس نور محمدی کی روشنی اور چمک ایسی ہے کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا بیان نہ بھی فرمائیں تب بھی لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

المشكوة جوف محمدی ﷺ والزجاجة قلبه والمصباح النور الذی جعله الله فیه لاشرقیة ولا غربیة لایهودی ولا نصرانی توقد من شجرة مبارکة ابراهیم نورعلی نور نور قلب ابراهیم ونور قلب محمد ﷺ (خازن صفحہ ۳۳۲ جلد ۳)

کہ طاق تو حضور ﷺ کا سینہ اور فانوس قلب مبارک ہے اور چراغ وہ نور ہے نہ عربی یعنی نہ یہودی ہے نہ نصرانی، روشن ہے شجرہ مبارکہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نور پر نور ہے یعنی نور قلب ابراہیم پر نور قلب محمد ﷺ ۔ "ولتعر فتهم فی لحن القول " ضرور تم ان کو بات کے طریقہ سے پہچان لوگے۔

تفسیر

جلالین کی مشہور شرح جمل میں اسی آیت کے ماتحت ہے "فان قلت کیف نفی عنه علم بحال المنافقین واثبة فی قوله تعالیٰ ولتعر فنهم فی لحن القول فالجواب ان اية النفی نزلت قبل اية الا ثبات " اگر تم کہو کہ حضور ﷺ کے منافقین کا حال جاننے کی نفی کیوں کی گئی ہے حالانکہ آیت "ولتعرفنم فی لحن القول " میں اس کے جاننے کا ثبوت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نفی کی آیت ثبوت کی آیت سے پہلے اتری ہے۔

توضیح

مفسر نے ایک اعتراض کا جواب دیا وہ سوال یہ ہے کہ آیت "لاتعلمهم نحن نعلمهم " میں حضور سرور عالم ﷺ کہا گیا ہے کہ آپ منافقین کے حالات سے بے خبر ہیں لیکن اس آیت میں اس کا اثبات اس کی کیا وجہ ہے مفسر نے

فرمایا کہ نفی علم کی آیت پہلے اور اثبات کی آیت بعد کو نازل ہوئی اسی لئے اب اشکال نہ رہا۔ نبی اکرم ﷺ کے علم غیب کے منکر نفی کی آیت پیش کرتے ہیں لیکن افسوس کہ آیت اثبات سے آنکھ چراتے ہیں۔

سوال

آیۂ مذکور کو پیش کر کے تم اپنے موضوع سے ہٹ گئے کیونکہ تمہارا دعویٰ ہے کہ حضور ﷺ دل کے اسرار جانتے ہیں۔ لیکن دعوئی میں وہ آیت پیش کی جو قول زبان کی گفتگو سے متعلق ہے۔

جواب

اگرچہ مفسر نے اس کا جواب اپنی عبارت میں لکھدیا اس مقام سے جواب لکھتے ہیں "فکان بعدذلك لایتكلم منافق عند النبي عليه السلام الاعرفه ويستدل على فساد باطنه ونفاقه" اس آیت کے بعد کوئی بھی منافق حضور ﷺ کی خدمت میں کلام نہ کرتا تھا مگر حضور ﷺ اس کو پہچان لیتے تھے اور اس کے فساد باطن اور نفاق پر دلیل پکڑتے تھے خلاصہ یہ کہ زبان چونکہ دل کی ترجمان ہے اسی لئے ہمارے موضوع کے خلاف نہیں۔

(۷) "وعلمك مالم تكن تعلم" اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ علم سکھایا اس آیت سے علمائے تفاسیر نے استدلال کیا ہے (۱) تفسیر بیضاوی میں ہے "من خفيات الامور ومن امور الدنيا والشرائع" (۲) تفسیر مدارک "وعلمك مالم تكن تعلم من امور الدين والشرائع ومن خفيات الامور وضمائر القلوب" (۳) تفسیر خازن "وعلمك مالم تكن تعلم يعني من احكام الشرائع وامور الدين وقيل علمك من علم الغيب مالم تكن تعلم وقيل معناه

وعلمك من خفيات الامور واظلعك علی ضمائر القلوب وعلمك من احوال المنافقين وكيدهم مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما يعنی ولم يزل فضل الله عليك يامحمد عظيماً" ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ سرور اکرم ﷺ کو جناب حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے فیضِ عظیم سے احکام شرع اور امور دین اور علوم غیب اور خفیات امور اور ضمائر قلوب وغیرہا جن کو اب تک حضرت محمد ﷺ نہیں جانتے تھے تعلیم فرمانے اور یہ اس کا فضل ہے اور تم پر اے محمد ﷺ اس کا فضل ہمیشہ رہے گا۔

(۸) تفسیر خازن پارہ ۴ زیر آیت "ماكان الله ليذر المؤمنين ماانتم عليه" ہے "قال رسول الله عليه السلام عرضت علی امتی فی صورها فی الطین كما عرضت علی ادم واعلمت من يؤمن بی ومن يكفربی فبلغ ذلك المنافقين قالو استهزاءً زعم محمد انه يعلم من يؤمن به ومن يكفر ممن لم يخلق بعد ونحن معه وما يعرفنا فبلغ ذلك رسول الله عليه السلام فقام علی المنبر فحمد الله واثنی عليه ثم قال مابال اقوام طعنوافی علمی لاتسئلو نی عن شيئ فيما بينكم وبين الساعة الاانبئتكم به (خازن) حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم پر ہماری امت پیش فرمائی گئی اپنی اپنی صورتوں میں مٹی میں جس طرح کہ حضرت آدم پر پیش ہوئی تھی ہم کو بتادیا گیا کون ہم پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا، یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ان کو لوگوں کی پیدائش سے پہلے ہی کافر و مومن کی خبر ہوگئی ہم

توان کے ساتھ ہیں اور ہم کو نہیں پہچانتے، یہ خبر حضور ﷺ کو پہنچی تو آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد وثناء کی پھر فرمایا کہ قوموں کا کیا حال ہے کہ ہمارے علم میں طعنے کرتے ہیں اب سے قیامت تک کی کسی چیز کے بارے میں جو بھی تم ہم سے پوچھو گے ہم تم کو خبر دیں گے۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ (۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں طعنے کرنا منافقوں کا طریقہ ہے (۲) قیامت تک کے واقعات سارے حضور ﷺ کے علم میں ہیں (۳) قلوب وصدور کے علوم واسرار بھی اس میں شامل ہیں (۴) حدیث شریف میں "من یؤمن بی الخ" صرف اپنی تخصیص میں اشارہ ہے کہ امت کے مومن وکافر کا امتیاز ان کی ذات اقدس سے ہوگا جیسا کہ ہمارے دور میں بہت سے ایمان واسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود آپ کی ذات اقدس کو نشانہ بناتے ہیں کہیں آپ کے علم کی تنقیص کہیں آپ کے تصرفات کا انکار کہیں آپ کے معجزات پر اعتراضات وغیرہا۔

باب دوم احادیثِ مبارکہ

(۱) عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ "قال خطب رسول اللہ ﷺ یوم الجمعۃ فقال اخرج یافلان فانک منافق فاخرج منھم ناسا فغضمھم" (عینی شرح بخاری صفحہ ۲۲۱ جلد ۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا پس فرمایا کہ اے فلاں نکل جا کیونکہ تو منافق ہے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو رسوا کر کے نکال دیا۔

فائدہ: شرح شفا ملا علی قاری جلد اول صفحہ ۲۴۱ میں فرماتے ہیں "عن ابن

عباس کان المنفقون من الرجال ثلثة مائة ومن النساء مائة وسبعین " ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافق مرد تین سو (300) تھے اور عورتیں ایک سو ستر (170) اور منافقین کی شرارتیں اور رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی کی باتیں وغیرہ وغیرہ فقیر کی کتاب "ابلیس تا دیو بند" میں دیکھئے۔

انتباہ

ناظرین کو معلوم ہونا چاہئے کہ منافقین کی منافقت اوران کی اندرونی حالات سے ہمارے حضور ﷺ نہ صرف خود واقف تھے بلکہ آپ کے تربیت یافتہ حضرات کو بھی اس کیفیت سے آگاہی حاصل تھی اور وہ بھی آپ کے فیضانِ کرم کا نتیجہ تھا۔

رازدانِ نبی ﷺ کا کمال

آنحضرت ﷺ نے جس صحابی کو اس راز سے مطلع کیا تو وہ بھی دائما قلوب کے اسرار سے واقف ہو گیا تھا چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت علامہ عینی شرح بخاری صفحہ ۶۵۲ میں لکھا کہ،

"ارادبه حذيفه رضي الله عنه لانه ﷺ اعلمه من امور من احوال المنافقين واموراً من الذى بين هذه الامة فيما بعد وجعل ذلك سرا بينه وبينه لايعلمه غيره وكان عمر رضى الله عنه اذامات واحد تبع حذيفة فان ﷺ عمر ايضاوالا فلا"

حضرت حذیفہ کو نبی کریم ﷺ نے منافقین کے حالات سے اطلاع دی تھی اور وہ امور جو اس امت میں ہونے والے ہیں ان کو بتلا دیا تھا، یہ بھید تھا کہ ان میں سوائے ان کے کوئی واقف نہ تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب کسی

کا انتقال ہوتا تو حضرت حذیفہ کا اتباع کرتے اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ پڑھتے تو حضرت عمر بھی پڑھتے ورنہ نہیں پڑھتے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا تو اس علم کی برکت سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ عالم سرِ رسول اللہ ﷺ بنائے چنانچہ کتب حدیث کے مطالعہ سے واضح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس قدر عظمت کرتے تھے مگر یہ یاد رہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے علم سے ثمرہ عنایت ہوا تھا پھر بھی یہ عظمت تھی جو اوپر تحریر ہوئی علم رسول ایک دریا ہے اور یہ بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ محبوبانِ خدا اور غلامانِ مصطفیٰ ﷺ قلوب کے اسرار پر مطلع ہیں۔ کیونکہ منافقت کا تعلق قلوب سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ امینِ سرِ مصطفیٰ ﷺ اظہارِ عظمت کے لئے ان کی اتباع فرماتے تاکہ امت مصطفیٰ ﷺ کو یقین ہو کہ اللہ والے علم مافی الصدور کے حامل ہوتے ہیں یہی ہمارا مدعا ہے۔

محدثِ پاکستان کی حکایت ؒ

خیر القرون کے دورِ اقدس کی بات ہی کیا ہم اپنے زمانے کے بزرگوں کو دیکھتے ہیں تو بھی ان پاک نفوس کے نمونے ان کی یاد تازہ کرتے ہیں محدث پاکستان استاذی علامہ سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا فراست کا کمال تھا کہ آپ بد مذہب لوگوں سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے، غیر لوگ مختلف روپ میں حاضر ہوئے لیکن کامل ولی کا ہاتھ منحوس ہاتھ سے نہ مل سکا ایک دفعہ حج و زیارت کی سعادت سے مالا مال ہو کر واپس لائلپور تشریف لا رہے تھے شجاع آباد کے اسٹیشن پر ایک بدعقیدہ نے ہاتھ ملانے کی کوشش کی تو فوراً روک دیا کہ فلاں احسان فراموش تو ہے اسی لئے فقیر سے دور ہٹ جائے۔ ایسے

ی ہمارے اکابر کی فراست کی داستانیں عام زبان زدعوام ہیں۔

(۵) دنیا وما فیہا ہاتھ کی ہتھیلی

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

"قال رسول اللہ ﷺ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ماھو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ" (رواہ الطبرانی)

ترجمہ: کہ حضور ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کے حجابات اٹھا دیئے ہیں تو میں دنیا اور جو کچھ بھی اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے کہ اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

کوئی شے مخفی نہیں

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا **"مامن شیئ لم اکن اریتہ الا قد ایتہ فی مقامی ھذا حتی الجنۃ والنار"** (رواہ بخاری)

ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ہونے والی ہو مگر میں نے اس کو اس مقام پر دیکھ لیا ہے یہاں تک کہ جنت و دوزخ کو بھی۔

قاعدہ حدیث

نکرہ جز نفی میں عموم کا فائدہ دیتا ہے **"کما ھو مصرح فی کتب الاصول"**۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ کوئی چیز حضور ﷺ کی رؤیت سے خارج نہیں کیونکہ قلوب کے اسرار و رموز بھی **شیئ من الاشیاء** ہیں۔

فائدہ: جنت ساتوں آسمانوں کے اوپر اور دوزخ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے معلوم ہوا کہ نگاہ مصطفے ﷺ کی رسائی تحت الثریٰ سے لے کر ثریا بلکہ اس سے بھی وراء

الورٰی تک ہے یہی ہمارا مقصد ہے کہ قلوب وصدور اس عموم سے خارج نہیں ہو سکے۔

(۳) روایت بخاری سے استدلال

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

"ان رسول اللّٰہ ﷺ قال ھل ترون قبلتی ھھنا فواللہ مایخفی علیّٰ رکوعکم ولا خشوعکم انی لا راکم من ورآء ظھری" (رواہ البخاری، کتاب الصلوۃ صفحہ ۱۵۲)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میرا منہ صرف قبلہ ہی کی طرف دیکھتے ہو، خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع اور نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور بیشک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

فائدہ: خشوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔

کما قال جلّ شانہ "قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون" معلوم ہوا کہ قلوب کی جملہ کیفیات نگاہِ مصطفےٰ ﷺ سے پوشیدہ نہیں۔

"قال انی لانظر الی وما ورائی کما انظر الی مابین یدی" بے شک میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔

(۱) دلائل النبوت ابو نعیم صفحہ ۳۷۷ (۲) خصائص صفحہ ۶۱ جلد ۱ زرقانی علی المواہب صفحہ ۸۲ جلد ۲۔

فائدہ: ان روایتوں کے لکھنے کے بعد علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"فالمعنی رؤیتہ فی النہار الصافی واللیل المظلم متساویۃ لان اللّٰہ تعالیٰ لمارزقہ الا طلاع بالباطن والا

حاطتہ بادراک مدرکات القلوب جعل لہ مثل ذلک فی مدرکات العیون ومن ثم کان یری المحسوس من ورآء ظھرہ کمایراہ من امامہ "۔

ترجمہ: بس معنی یہ ہیں کہ آپ کا روشن دن اور اندھیری رات میں دیکھنا برابر ہے اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو باطن کی اطلاع اور دل کی باتوں کا پورا پورا ادراک عطا فرمادیا تو ایسا ہی آپ کی آنکھوں کو بھی ظاہری و باطنی ادراک عطا فرمادیا چنانچہ آپ ﷺ اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے تھے جیسا کہ اپنے آگے سے دیکھتے تھے۔

(زرقانی علی المواہب صفحہ ۲۸ جلد ۴)

(۵) ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں "انی واللہ لابصر من ورالحی کما ابصرمن بین یدی "وفی روایۃ مسلم عنہ "ھل ترون قبلتی ھاھنا فواللہ مایخفی علیّ رکوعکم ولا سجود کم انی لاربکم من وراء ظھری۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۸۰ خصائص کبریٰ للسیوطی صفحہ ۶۱ جلد ۱)

حضور علیہ السلام نے فرمایا بخدا میں اپنے پیچھے ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے دیکھتا ہوں۔

(۶) قال عبد الرزاق فی جامعہ والحاکم وابی نعیم عنہ مرفوعاً، "انی لانظر الی ماورائی کی انظر الی مابین یدی "(خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۱)

ترجمہ: عبدالرزاق کی روایت میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے پیچھے ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے۔

(۷) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ

ﷺ فانی اراکم خلف ظهری

ترجمہ: بیشک میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

(۸) وفی روایته فانی اراکم من ورآء ظهری۔

(رواہ البخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ مشکوٰۃ باب تسویۃ الصف صفحہ ۹۸)

ترجمہ: ایک روایت میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

(۹) فی روایۃ مسلم عنہ۔ هوالله انی لارکم من بعد ظهری۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ بخدا میں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

(۱۰) فی روایة مسلم۔ فانی اراکم اما می ومن خلفی ثم قال واللذی نفس محمد بیده لورایتم مارایت لضحکتم قليلاً ولبکیتم کثیرا قالوا وما رایت یا رسول الله قال رایت الجنه والنار (رواہ مسلم صفحہ ۱۸۰ جلد ۱، خصائص کبری صفحہ ۶۱ جلد ۱)

ترجمہ: بیشک میں آگے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے بھی دیکھتا ہوں پھر فرمایا قسم اس ذات کی کہ جس کے یدِ قدرت میں میری جان ہے۔ جو میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھو تو ہنسو تھوڑے اور روؤ زیادہ۔ صحابہ نے عرض کی آپ کیا دیکھتے ہیں فرمایا جنت اور دوزخ۔

(۱۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله ﷺ انی اراکم من وراء ظهری۔ (خرجہ ابو نعیم خصائص کبری جلد ۱ صفحہ ۶۱)

ترجمہ: ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں بیشک اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

(۱۲) عن ابن عباس رضی الله عنهما قال کان رسول الله ﷺ یری باللیل فی الظلمة کمایری بالنهار۔

(رواہ البیہقی۔ خصائص الکبری للسیوطی صفحہ ۶۱ جلد ۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اندھیرے میں ویسے دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے۔

(۱۳)عن عائشة رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ ﷺ یری فی الظلماء کمایری فی الضوء رواہ ابن عساکر والبیھقی وابن عدی۔

(بخاری صفحہ ۲۵ جلد ۵، آسوینہ الصفوف خصائص کبری للامام الحافظ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تاریکی میں ویسے دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے۔

(۱۴)عن عقبة قال قال رسول اللہ ﷺ ان موعد کم الحوض وانی لانظر الیه وانا فی مقامی هذا لحدیث متفق علیه۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۷۵ و صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ مشکوٰۃ باب الکرامات کے بعد باب وفاۃ النبی صفحہ ۵۴۷)

ترجمہ: عقبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور بیشک میں اس حوض کوثر کو اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔

خیال رہے کہ حوض کوثر جنت میں ہے اور جنت ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے تو جن کی نظر ساتوں آسمانوں کے پار جاتی ہے تو زمین کا کونسا گوشہ ان کی نگاہ سے مخفی ہے کوئی نہیں (ﷺ)۔

فائدہ: احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی چشم دور بین وغیب بین اندھیرے میں بھی دیکھتی ہے ہمارے رکوع، سجود اور خشوع کو دیکھتی ہے آگے پیچھے برابر دیکھتی ہے، جنت و دوزخ دیکھتی ہے، ماکان کو دیکھتی ہے، مایکون کو دیکھتی ہے بعد پردہ پوشی کے بھی ہمیں دیکھتی ہے، حوض کوثر کو دیکھتی ہے، سب علم والے زمانے کو دیکھتی ہے، آنے والے فتنوں کو دیکھتی ہے۔

(۱۵)عن ابی الدرداء قال کنا مع رسول اللّٰہ ﷺ فشخص ببصرہ الی السماء ثم قال ھذا اوان یختلس فیہ العلم من الناس حتی لایقدروامنہ علی شي (رواہ الترمذی، باب العلم، مشکوٰۃ کتاب العلم صفحہ ۳۵)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا کہ یہ وقت بے مانی المستقبل کو اپنی آنکھ سے دیکھا۔ جبکہ علم لوگوں سے چھین لیا جائیگا حتی کہ اس پر بالکل قابو نہ پائیں گے۔

(۱۶) حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور مدینہ پاک کی پہاڑی میں سے کسی پہاڑی پر چڑھے پھر فرمایا،

ھل ترون ماری قالوا لا قال فانی اری الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر۔

(رواہ البخاری و مسلم، مشکوٰۃ کتاب الفتن۔ فصل ا صفحہ ۴۶۲)

ترجمہ: جو میں دیکھ رہا ہوں کیا تم بھی دیکھتے ہو عرض کیا کہ نہیں، فرمایا میں تمہارے گھروں میں بارش کی طرح فتنے گرتے دیکھتا ہوں۔

(۱۷) حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا،

انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون الخ۔

(رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ باب البکاء والخوف صفحہ ۴۵۷ والفتح الکبیر جلد ا صفحہ ۴۵۰)

ترجمہ: کہ میں دیکھتا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھتے اور سنتا ہوں وہ جو تم نہیں سنتے۔

(۱۸) دور تک نگاہ

جنگ موتہ جو ملک شام میں ہوری تھی اس کے سارے حالات حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں بیٹھے بیٹھے صحابہ کرام کو بتانے جو علم اسلام اٹھاتا اور جس

صورت سے وہ شہید ہوتا آپ بتاتے جا رہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے (بخاری، مشکوۃ صفحہ ۵۳۲)

(۱۹) جنت میں دیکھنا

اسی اثناء میں آپ مسکرانے لگے آپ سے مسکرانے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں اپنے دوستوں کے قتل ہو جانے پر غمگین ہوا مگر اب انہیں جنت میں ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر خوشی سے مسکرایا ہوں۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۲۶۰)

(۲۰) حالات بتادیئے

جب حضرت یعلیٰ بن منبہ جنگ موتہ کی خبر لے کر حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنگ کے تفصیلی حالات پہلے میں تجھ کو بتاؤں یا تو بتائے گا انھوں نے عرض کیا آپ ہی بتائیں، آپ ﷺ نے جو کچھ وہاں ہوا جو جو کسی پر گزرا جس جس طرح کوئی شہید ہوا سب تفصیلا سنا دیا حضرت یعلیٰ نے سن کر کہا خدا کی قسم آپ کے بیان اور اصل واقعات میں سر مو فرق نہیں ہے واقعی اسی طرح ہوا جس طرح کہ آپ ﷺ نے حرف بحرف بتا دیا ہے۔

(بیہقی ابو نعیم خصائص کبریٰ صفحہ ۲۵۹)

(۲۱) استدلال بطریق جدید

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

قال رسول اللہ ﷺ انی اری مالا ترون۔

(رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: کہ حضور ﷺ نے فرمایا بے شک میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

(۲۲) سیدنا عبد الرحمن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

قال رسول اللہ ﷺ رأیت ربی عزوجل فی احسن صورة (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب تعالیٰ کو احسن صورت میں دیکھا۔

(۲۳) سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ان محمد ﷺ رای ربہ مرتین مرة ببصره ومرة بفواده۔

(طبرانی خصائص کبریٰ صفحہ ۱۶۱)

ترجمہ: بلاشبہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

(۲۴) ان ہی سے امام بیہقی نے کتاب الرؤیات فرمائی کہ:

ان اللہ اصطفی ابراھیم بالخلتہ واصطفی موسیٰ بالکلام واصطفی محمد ابا لرؤیتہ۔

(زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۱۱۷ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۱)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلت سے اور موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے اور محمد ﷺ کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا۔

(۲۵) سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان محمد ﷺ رأی ربہ عزوجل۔

(ابن خزیمہ زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۱۱۸)

ترجمہ: بلاشبہ محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(۲۶) حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انا اقول بحدیث ابن عباس بعینہ رأی ربہ راہ راہ حتے

انقطع نفسه (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۲۰)

ترجمہ: کہ میں حدیث ابن عباس کے مطابق عقیدہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ آپ نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا دیکھا یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔

(۲۷) حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم کھا کر فرماتے تھے۔

لقد رای محمد ﷺ ربه (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۰)

ترجمہ: کہ بلاشبہ حضرت محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

(۲۸) امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ امام ابو الحسن اشعری اور صحابہ کرام کی ایک جماعت نے فرمایا ہے۔

انه ﷺ رأى الله تعالىٰ ببصره وعينى راسه۔

(شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۲۱)

ترجمہ: کہ نبی ﷺ نے اپنی ان سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔

(۲۹) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ،

الراجع عند اكثر العلماء انه ﷺ راى ربه بعينى راسه ليلة المعراج (زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۱۱۶)

ترجمہ: کہ اکثر علماء کے نزدیک ترجیح اسی کو ہے کہ بلاشبہ نبی ﷺ نے شب معراج میں اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

واقعات حدیث کی روشنی میں

جب اسلام و کفر کی جنگ زوروں پر تھی اس وقت صحابہ کرام میں بہت سے ایسے خوش بخت تھے جن کو دولت اسلام بھی صرف اسی معجزہ دیکھنے پر نصیب ہوئی کہ حضور ﷺ نے انہیں ان کی دل کی بات بتادی، چنانچہ چند واقعات آپ بھی پڑھیے۔

عمیر رضی اللہ عنہ

غزوہ بدر میں جب مشرکین مکہ کو شکست فاش ہوئی اور وہ مکہ پہنچ گئے، عمیر بن

وہب مقام حجر میں صفوان بن امیہ کے پاس آ کر بیٹھا، صفوان نے کہا مقتولین بدر کے بعد عیش حرام ہے عمیر نے کہا واللہ ان کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی میں خیر نہیں اگر میرے ذمہ قرض نہ ہوتا اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے نہ ہوتے تو میں ضرور مدینے جا کر محمد ﷺ کو قتل کر ڈالتا اگر وہاں پہنچ کر مجھے حالات ناساز گار پیش آئیں تو میں یہ بہانہ کر سکتا ہوں کہ میں اپنے فرزند کے پاس آیا ہوں جو اسیر ہے۔ صفوان عمیر کے اس قول سے خوش ہوا اور اس سے کہا تیرا قرض میرے ذمہ ہے اور تیرے عیال کے نان ونفقہ اور کفالت کا میں ذمہ دار ہوں، صفوان نے عمیر کو سواری دی اور اس کے لئے سامان مہیا کیا اور عمیر کی تلوار پر صیقل کرایا گیا اور اس کو زہر کا بجھا دیا گیا۔ عمیر نے صفوان سے کہا چند روز تک تو مجھے چھپا دے عمیر مدینہ طیبہ پہنچا اور مسجد نبوی کے دروازے پر اترا اور اپنی سواری کو باندھا اور تلوار ہاتھ میں لے کر رسول اکرم ﷺ کا قصد کیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب عمیر کو اس قبیح ارادے سے آتے دیکھا اس کو پکڑ کر بارگاہ نبوت میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے عمیر سے پوچھا تو کس ارادہ سے آیا ہے عمیر نے کہا میں اپنے قیدی فرزند کے پاس آیا ہوں جو آپ کے پاس ہے، آپ ﷺ نے فرمایا سچ بتاؤ تو کس نیت سے آیا ہے، عمیر نے کہا میں اپنے قیدی کے بارے میں آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے مقام حجر کے پاس صفوان کے ساتھ کیا شرط طے کی تھی عمیر سن کر ڈر گیا اور اس نے پوچھا میں نے صفوان سے کیا شرط کی تھی، آپ نے فرمایا تو نے صفوان کو اس شرط سے میرے قتل پر برانگیختہ کیا تھا کہ وہ تیری اولاد کا متکفل رہے اور تیرا قرض ادا کر دے لیکن خدا تعالیٰ نے تمہارے ان ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ عمیر نے یہ سن کر کہا "**اشھد انک رسول اللہ**" تحقیق یہ گفتگو میرے اور صفوان کے درمیان حجر میں ہوئی اور اس گفتگو کو میرے اور صفوان کے سوا تیسرا کوئی نہ جانتا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس گفتگو کی خبر دے دی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا پھر عمیر مکہ کی طرف پلٹ گیا اور اس نے لوگوں کو دعوت اسلام دی اس کے ہاتھ پر بہت سے آدمی مسلمان ہوئے پھر

حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا اسے دین کی باتیں سکھاؤ اور اس کے قیدی چھوڑ دو (رواہ البیہقی والطبرانی)

فائدہ: ناظرین غور فرمائیں کہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو دولت اسلام صرف اسی معجزہ سے نصیب ہوا جو غیبی امر اور وہ بھی ایسا جو صرف اسے اور اسکے راز دان کو معلوم تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف اس کا راز فاش فرمایا بلکہ وہ جگہ اور وقت بھی بتا دیا جہاں انہوں نے اپنے راز دان سے شروط طے کئے۔ لیکن آج اس عقیدے کو شرک سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ یہ تحریک اسلام دشمنی ہے یا نہ اور پھر طرفہ یہ کہ نہ صرف عمیر رضی اللہ عنہ بلکہ بیشمار خوش قسمت کو اسی عقیدہ کے بدولت اسلام کی دولت نصیب ہوئی۔

وہابیوں کے مورث اعلیٰ کی حاضری

حضور نبی اکرم ﷺ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ اٹھ کھڑا ہوا اور محبوب خدا ﷺ سے جرأت کر کے کہا، یارسول اللہ ﷺ **اتق اللہ** اے خدا کا رسول خدا سے ڈر۔ حضور ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا وہ مجلس سے اٹھ گیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی "**یارسول اللہ الا اضرب عنقہ قال لالعلہ ان یکون یعلی فقال خالد وکم من مصل یقول بلسانہ مالیس فی قلبہ**" یارسول اللہ ﷺ اجازت ہو تو میں اس خبیث کی گردن اڑا دوں حضور علیہ السلام نے فرمایا نہیں یہ نمازی آدمی ہے، حضرت خالد نے عرض کی بہت سے بڑے نمازی ہوتے ہیں لیکن پکے بے ایمان ہوتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا "**انہ یخرج من ضئضئ ھذا قوم یتلون کتاب اللہ وطبا لایجاوز حناجرھم یمرقون من الذین یمرق انھم من الرمیۃ واظنہ وقال لئن ادرکتھم**

لاقتلنهم قتل ثمود (رواہ البخاری جلد ۲ صفحہ ۶۲۴)

ترجمہ: (۱) اس کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہو گی جو قرآن مجید کی تلاوت ایسے میٹھے لہجے میں پڑھیں گے کہ لوگ سن کر حیران ہوں گے لیکن ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے صحابی فرماتے ہیں میرے خیال میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ اگر زمانہ نبوت میں ہوتے تو میں ان سے ثمود کی قوم کی طرح جنگ کرتا۔

مسلم شریف کی روایت میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت مذکور ہے آپ اس ذوالخویصرہ کو فرمایا "**خبت وخسرت**" اس کی گستاخی سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا عرض کی۔ "**یارسول اللہ ﷺ ائذن فیہ اضرب عنقہ**" اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں حضور ﷺ نے فرمایا "**دعہ فان لہ اصحابا یحقرون صلوتہ مع صلوتھم وصیامہ مع صیامھم**"

یعنی جانے دو اسکے اور ساتھی بھی پیدا ہوں گے ان کی نشانی یہ ہے کہ تم اپنے نماز روزے ان کے بالمقابل حقیر سمجھو گے۔

ناظرین: غور فرمائیں کہ ذوالخویصرہ نے حضور علیہ السلام کو صرف عدل وانصاف کی اپیل کی جو بظاہر ایک نیک عمل ہے لیکن حضور ﷺ اس سے ناراض ہو بیٹھے وہ کیوں صرف اس لئے کہ اس کی زبان پر نیکی کی تلقین تھی اور دل میں حضور ﷺ کا بغض وتنقیص چھپائے ہوئے تھا ورنہ ناراضگی کا کیا معنی حالانکہ یہی بات انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی تقسیم مال پر کہی تھی چنانچہ بخاری شریف میں ہے تو ان سے بجائے ناراضگی کے ان کے دلجوئی فرمائی اور خصوصی توجہات کرم سے نوازا۔ معلوم ہوا کہ اندرونی اسرار ورموز سے واقف ہیں۔ بلکہ حضور سرور عالم ﷺ نے اس ذوالخویصرہ کی معنوی اولاد کے ظہور کی خبر دی اور ان کی نشانیاں بھی بتا دیں

جنہیں فقیر نے "دیوبندی وہابی کی نشانی رسول اللہ ﷺ کی زبانی" میں تفصیل سے لکھ دی ہیں۔

مستفتی کا سوال خود بتا دیا

ابن عساکر نے واثلہ بن اسقع سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے حضور میں حاضر ہوا آپ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے باتیں فرمارہے تھے میں حلقے کے بیچ میں جا بیٹھا یعنی اصحاب نے مجھ سے کہا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ کہ وسط حلقے میں بیٹھنا منع ہے آپ نے فرمایا کہ اسے بیٹھا رہنے دو میں جانتا ہوں جس غرض کے لئے وہ گھر سے آیا ہے میں نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم اس بات کے پوچھنے کے لئے نکلے ہو کہ بڑ کیا چیز ہے اور شک کیا چیز ہے میں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے براستی آپ کو بھیجا ہے اسی لئے گھر سے آیا ہوں آپ نے فرمایا کہ وہ چیز ہے کہ سینے میں نہ ٹھہرے اور دل کو اس پر اطمینان حاصل ہو اور شک وہ چیز ہے کہ سینے میں نہ ٹھہرے سو تو شبے والی بات چھوڑ کر غیر شبے والی بات اختیار کر اگرچہ مفتی لوگ تجھے فتوے دیدیں۔

فائدہ: واثلہ بن اسقع کو مقصود پوچھنا ایسے امور کا تھا جن میں حکم صریح نہیں اور تردد ہے کہ بھلی بات کون اور بری بات کون سی ہے سو آپ نے ارشاد کیا کہ امور مشتبہ میں اطمینان قلب مومن صالح کا اعتبار ہے جن پر اسے اطمینان ہو وہ نیک ہے اور جس میں تجھے تذبذب ہو اس کو چھوڑ دے۔

عباس رضی اللہ عنہ کا سونا

اسیران بدر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت مالدار تھے بعض انصاریوں نے سرکار نبوت میں گزارش کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے چچا عباس کا فدیہ معاف کر دیا جائے لیکن مساوات کے علمبردار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک درہم بھی کم نہ کی

جائے قریش نے فدیہ کی رقم دے کر اپنے آدمیوں کو بھیجا تھا ہر ایک نے اپنے اپنے قیدی کی من مانی رقم وصول کی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ میں تو مسلمان ہی تھا آپ نے فرمایا مجھے تمہارے اسلام کا علم ہے اگر تمہارا یہ قول صحیح ہے تو اللہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا لیکن چونکہ احکام ظاہر پر ہیں اس لئے آپ فدیہ ادا کیجئے، بلکہ اپنے دونوں بھتیجوں کا بھی یعنی نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب کا علاوہ ازیں اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا بھی فدیہ ادا کرو انہوں نے عرض کی میرے پاس تو اتنا مال نہیں آپ نے فرمایا وہ مال کہاں گیا جو تم نے اور ام فضل نے زمین میں دفنایا ہے یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا" **اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد انك رسول اللہ ﷺ**" حضرت عباس نے عرض کی یارسول اللہ اس دفینے کی خبر بجز میرے اور ام فضل کے اور کسی کو نہ تھی مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اچھا اب یوں کیجئے میرے پاس سے بیس اوقیہ سونا آپ کے لشکریوں کو ملا ہے اسی کو میرا زر فدیہ سمجھ لیجئے، آپ نے فرمایا ہرگز نہیں وہ مال تو ہمیں خدا نے اپنے فضل سے دیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے بھتیجوں اور اپنے حلیف کا فدیہ سو اوقیہ سونا ادا کیا ا نکے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "**یاایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیراً یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفرلکم واللہ غفور رحیم**"

ترجمہ: اے غیب کی خبر بتانے والے جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں بھلائی جانی تو جو تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائیگا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت عباس کا بیان ہے کہ خدا کا یہ فرمان پورا ہوا اور اسلام نے مجھے بیس غلام

دلوائے جو سب کے سب مالدار تھے ساتھ ہی مجھے مغفرت کی بھی امید واثق ہے آپ فرماتے ہیں کہ ساری دنیا کے مل جانے سے بھی زیادہ خوشی مجھے اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی مجھ سے جو لیا گیا واللہ اس سے سو حصے زیادہ ملا۔ حدیث پاک میں ہے کہ جب بحرین کا خزانہ سرکار رسالت مآب ﷺ میں پہنچا جو اسی ہزار کا تھا تو آپ نماز ظہر کے لئے وضو کر چکے تھے پس مال آنے پر ایک شکایت کرنے والے اور ہر ایک سوال کرنے والے کی دادرسی فرمائی اور نماز سے پہلے سارا خزانہ راہِ خدا میں لٹا دیا نہ اس دن ناپ تول تھا نہ حساب۔ اور شمار جو آیا وہ لے گیا اور دل کھول کر لے گیا حضرت عباس نے اپنی چادر میں گٹھری باندھ لی۔ لیکن اٹھا نہ سکے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کسی کو حکم دیا جائے کہ یہ گھٹری میرے کندھے پر اٹھوا دے آپ نے فرمایا میں تو کسی سے نہیں کہتا، اچھا آپ ہی ذرا اٹھوا دیجئے۔ آپ نے اس کا بھی انکار فرمایا، اب تو دل ناخواستہ اس میں سے کچھ کم کرنا ہی پڑا پھر اٹھا کر کندھے پر رکھ کر چل دیئے ان کے اس حریص کی وجہ سے حضور ﷺ کی نگاہیں جب تک یہ آپ کی نگاہ سے اوجھل نہ ہو گئے انہی پر رہیں۔ پس جب کل مال بانٹ چکے ایک کوڑی باقی نہ بچی تب آپ وہاں سے اٹھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب مال کو اٹھا کر چلے تو کہا الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ کو پورا فرما دیا اور دوسرا وعدہ بھی پورا ہو کر ہی رہے گا یہ اس سے بہتر ہے جو تم سے لیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر: پارہ 10 صفحہ 33 تحت آیت)

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کی چالاکی سے باخبر

حضرت فضالہ بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال ایک دن حضور ﷺ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے میرے دل میں خیال آیا کہ یہ موقع حضور کے قتل کا اچھا ہے آپ طواف کرتے ہوئے جب میرے نزدیک پہنچے تو فرمایا کیا فضالہ ہو، میں نے کہا ہاں یارسول اللہ ﷺ میں فضالہ ہوں، فرمایا تم دل میں کیا خیال کر رہے تھے، میں نے کہا کچھ نہیں اللہ کا ذکر کر رہا تھا یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور

فرمایا فضالہ خدا سے مغفرت چاہو۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھ دیا جس سے میرے تمام خیالات فاسد دور ہو گئے۔

واللہ مارفع یدہ عن صدری حتی ما من خلق اللہ شئی احب الی منہ (سیرت ابن ہشام: جلد ۴ صفحہ ۵۹)

اور خدا کی قسم ابھی حضور نے اپنا دست مبارک میرے سینے سے نہیں اٹھایا تھا کہ میرے دل کی یہ کیفیت ہو گئی کہ مخلوق خدا میں کوئی آپ سے زیادہ میرا محبوب نہ تھا۔

فائدہ: حضرت فضالہ نے کس قدر چالاکی سے کام لیتے ہوئے کہہ دیا کہ ذکر الٰہی میں مشغول ہوں مگر بارگاہ نبوت میں ایسی چالاکی کب چل سکتی تھی جہاں کائنات کا ذرہ ذرہ مثل کف دست پیش نظر تھا وہاں دلوں کی کیفیتیں بھلا پوشیدہ تھیں۔

فائدہ: اس موقع پر ہنس کر استغفار کرنے کے لئے فرمانے کا جو اثر فضالہ کے دل پر ہوا ہو گا۔ اس کو انہیں کا دل جانتا ہو گا اور دست مبارک کے رکھنے کی تاثیر یہ ہوئی کہ شقاوت دور ہو گئی اور محبت پیدا ہو گئی اور وہ بھی اتنی کہ آپ سے زیادہ وہ کسی کو اپنا محبوب نہیں سمجھتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے دشمن لیکن شکل وصورت میں نیک اور بے حد نیک

یہ والا واقعہ فقیہ نے اپنی تصانیف مثلاً "تبلیغی جماعت کے کارنامے" اور "**نور الھدی فی علوم ماذ انکسب غدا**" میں تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ یہاں بھی مختصراً آخر میں لکھ دوں گا۔ لیکن پہلے اس نور الدین سلطان کا تعارف ضروری ہے جسے یہ دولت نصیب ہوئی اور سرور کونین ﷺ نے کیونکر منتخب فرمایا حالانکہ اگر رسول اللہ ﷺ ایک معمولی سے بدو کو اشارہ فرماتے تب بھی وہ اس کام کو باحسن طریق سرانجام دیتا۔

تعارف سلطان نورالدین رحمۃ اللہ عنہ

زمانہ حال کے مسلمانوں کو سلطان نورالدین کے اس دورِ دین پر غور کرنا چاہیے کہ اس وقت بھی اسلامی طاقت کمزور تھی افغانستان، ہندوستان کے سوا کہیں بھی اسلامی جلال نظر نہ آتا تھا۔ عیسائیوں نے ہسپانیہ، افریقہ، روم میں مسلمانوں کی ملکی، مالی، جنگی طاقت کو بہت کچھ نقصان پہنچا دیا تھا امرائے اسلام میں اتفاق کا وجود نہ تھا۔ ملاحدہ اہلِ حق، امراء و علماء کا استیصال کر رہے تھے خاندان سلاطین سلاجقہ آپس میں ہی چیرہ دستی جاری ہو رہی تھی خود پر جوش سلطان نورالدین خلیفہ بغداد کا نام لیوا اور سلجوقیوں کا ماتحت گورنر تھا اس کی طاقت موجودہ امیر کابل سے کم تھی لیکن سلطان کے دل کش عمل بہ شریعت نے اس کی رعایا اور دیگر مسلمانوں میں وہ جوش قومی بھر دیا کہ مثل زمانہ خیر القرون، باوجود قلت ماتحتان و افواج دشمن کی اضعاف مضاعف فوجوں کو مار کر فنا کر دیا۔ اور نورالدین اور اس کے بہادر جانشین صلاح الدین نے عیسائیوں کو ان ممالک سے مار کر نکال دیا کہ جن پر وہ ایک سو سال سے مسلط تھے۔ نورالدین اور صلاح الدین نے کوئی کمی و بیشی احکام دین میں نہیں کی اور نہ کبھی ان کو اصلاح امت کے لئے ایسا بیہودہ خیال پیدا ہوا کہ فلاں حکم شرعی قابل تعمیل نہیں رہا یا اس کی جگہ فلاں امر کا رواج ضروری ہے قرآن کا جو مطلب صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین نے اجماع نے سمجھا اور بذریعہ علماء کرام ان تک پہنچا تھا اسی پر ان کا عمل تھا۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اعمال و افعال ان کے پیشِ نظر تھے۔

پابندی شریعت کے نمونے

(۱) پابندی شریعت کا ہی نتیجہ تھا کہ ایک دفعہ اس کے وزیر موفق الدین خالد بن القیسرانی نے خواب دیکھا کہ وہ کپڑے دھو رہا ہے جب یہ خواب سلطان سے بیان کیا تو سلطان نے کسی قدر غور و تامل کے بعد حکم دیا کہ جملہ محصولات ٹیکس غیر شرعی دور کیے

جائیں اور وزیر کو کہا کہ تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے۔ یہ ٹیکس نور الدین کے والیان امصار نے خلاف شرع لگا رکھے تھے اور جابرانہ اصول سے وصول ہوتے تھے اور اس میں یہاں تک افراط ہوتی تھی کہ رعایہ کی آمدنی سے 45 فیصد تک وصول کیا جاتا تھا سلطان نے یہ سب کچھ دور کر دیا اور صرف عشر شرعی دس فیصدی محصول رکھا زمانہ حال کے سلاطین کے سلوک عابدانہ پر غور کیجئے کہ رعایا سے پچاس فیصدی لیکر بھی انصاف وعدل کا دعوی کرتے ہیں مگر اسلامی قانون کے مقابلہ میں یہ بے اصل دعوی طبل تہی کی آواز سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ سلطان نور الدین جب یہ کام کر چکا تو ان لوگوں کو بلایا جن سے یہ روپیہ وصول کیا گیا تھا اور کہا کہ جو روپیہ تم سے وصول کیا گیا ہے وہ مجاہدین کے ساز و سامان جنگی میں خرچ ہوا ہے آج مخالفوں سے جہادی لڑائیاں ہو رہی ہیں اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ جو روپیہ پہلے وصول ہو چکا ہے اس کا حق بخش دیں کیونکہ میں کثرت اخراجات کے باعث وہ روپیہ واپس کرنے کے قابل نہیں ہوں سب نے وہ روپیہ بخوشی بخش دیا اس نیک نیتی کا اثر تھا کہ فتوحات کثیرہ سے جو مال غنیمت ملا اور تجارت وزراعت کی ترقی سے اس قدر آمدنی بڑھی کہ معاف شدہ رقوم سے کئی گنا زیادہ تھی۔

(۲) عدالتی کاموں میں ادنیٰ اعلیٰ فقیر و امیر سب برابر تھے۔ ہر ایک کے معروضات خود سنتا اس کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا رہتا کوئی دربان، اردلی، چپراسی روکنے والا نہ تھا۔ ہفتہ میں دو روز دربار عام لگاتا تمام علماء، فقہاء، قضات جمع ہوتے۔

حکایت نمبر

ایک شخص نے نور الدین کے نام قاضی کی عدالت میں جھوٹا دعوی کر دیا۔ قاضی نے حسب ضابطہ طلب کیا سلطان نے کہلا بھیجا کہ آج میری تعظیم نہ کی جائے عام فریقین کی طرح سلوک کیا جائے مقدمہ پیش ہوا اور باضابطہ شرعی کاروائی شروع ہوئی

مخالف اپنے دعویٰ کو ثابت نہ کر سکا اور ہار گیا۔ مگر نورالدین نے شے متنازعہ اسی کو دے دی اور کہا کہ اگرچہ میں جانتا تھا کہ یہ شخص حق پر نہیں ہے لیکن اگر میں حاضر عدالت ہو کر اس کو ثبوت پیش کرنے اور مقدمہ چلانے کا موقعہ نہ دیتا تو صریح ظلم تھا اب چونکہ قانونا فیصلہ ہو چکا ہے اس لئے اسی کو دیتا ہوں اور یہ امر عدل وانصاف سے بڑھ کر درجہ احسان تک پہنچتا ہے (۳) خواہ کوئی کتنی ہی شکایت کرے لیکن وہ شخص ظن وتہمت سے سزا نہ دیتا اور سزا شرعی سے تجاوز نہ کرتا۔

حکایت

ایک دفعہ سلطان خزانہ میں گیا بہت سا روپیہ دیکھ کر پوچھا کہ کہاں سے آ رہا ہے خزانچی نے عرض کی کہ قاضی کمال الدین نے بھیجا ہے سلطان کو شک پیدا ہوا اور کہا کہ اس طرح کا مال بیت المال کے قابل نہیں واپس کرو قاضی نے لکھا کہ سلطان عادل کو کہہ دو کہ یہ مال خود کمال الدین کا اپنا ہے مگر دیندار سلطان کا شک دور نہ ہوا اور کہا کہ روپیہ واپس کرو اور لکھو کہ کمال الدین اس کا بوجھ اٹھا سکتا ہے نورالدین کی گردن پتلی و کمزور ہے قیامت کو جواب دہی نہیں کی جا سکتی۔

حکایت

ایک دفعہ ایک سوداگر مر گیا اور صغیر سن وارث بچے چھوڑ گیا جہادی لڑائیاں ہو رہی تھیں اور جیسا کہ ایسے وقتوں میں بادشاہوں کو اخراجات کثیرہ کی ضروریات لاحق ہوتی ہیں اور قرضہ کی آڑ میں روپیہ بٹورتے ہیں، سلطان کو بھی اشد ضرورت تھی عہدہ داران سلطانی نے تجویز کی کہ وارث کم سن ہے اس کا مال ضائع ہو جائیگا بہتر ہے کہ خزانہ شاہی میں داخل ہو جائے اور تا سن بلوغ گذارہ کے لئے کچھ کچھ دیا جائے اور بالفعل یہ روپیہ جنگی کاموں میں لگایا جائے اور یہ انتظام آج کل کے کورٹ آف وارڈس کے بالکل مشابہ تھا کہ سرکاری خزانہ میں رؤسا نابالغ کا روپیہ جمع کیا جاتا ہے اور کوئی زیادہ

سود نہیں دیا جاتا اور ضرورت کے موقعہ پر سرکار اس کو خرچ بھی کر سکتی ہے اور بظاہر اس میں کوئی نقص بھی معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اس پاکباز متورع محتاط سلطان نے جو عام شاہان سے زیادہ خدا پرست اور باز پرس عقبیٰ سے زیادہ ڈرنے والا تھا وہ ایسے مال مشتبہ کو کب ہاتھ لگاتا تھا، فوراً عرضی کی پشت پر لکھ دیا کہ خدا متوفی پر رحم کرے بچہ کو عمر طبعی عطا کرے مال کو بڑھائے اور مال لینے والوں پر خدا کی لعنت ہو۔

فائدہ: یہ عادات آنحضرت ﷺ کی شریعت حقہ کی تقلید کامل کا نتیجہ تھا شاہان زمانہ حال کے جن کا دائرہ اقتدار سلطان نورالدین مرحوم سے کئی درجہ وسیع ہے مگر حریص اور جاہ طلب امراء و دولت کے ان تمام کاروائیوں کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں کہ جن سے کشیدہ ذر اور وسعت ممالک کے وسائل پیدا ہوتے ہوں خواہ کس قدر ظلم و جور کو برتیں اور مخلوق خدا کے حقوق کو سلب کر دیں لیکن لمبے چوڑے خطابوں اور ترقی مناصب سے اور لوگوں کو بھی اس ہیبتناک جابرانہ راستہ پر چلنے کی تحریک دیتے ہیں اور مردم آزادی اور حق تلفی کی ترقی کا خوفناک آلہ بنتے ہیں اس کا بادشاہ کہتا تھا کہ ہمارا صرف یہی کام نہیں کہ چوروں ڈاکوؤں کو سزا دیں بلکہ دین کی حفاظت بھی ہمارا فرض ہے بدعتی شخص خواہ کیسا ہے بارسوخ کیوں نہ ہو سزا سے نہ بچ سکتا تھا۔

حکایت

چنانچہ دمشق میں ایک شخص یوسف بن آدم زاہد، عابد و قانع رہتا تھا لوگ اس کی کمال عزت کرتے تھے اور جیسا کہ اکثر ایسے اشخاص اپنی ظاہری صلاحیت کے دھوکہ میں آ کر کسی نہ کسی خبط میں پڑ جاتے ہیں اور کسی غلط عقیدہ کی اشاعت کرتے ہیں یوسف مذکور بھی بدعت تشبیہ میں پڑ گیا سلطان نورالدین جو ایک فقیہ عالم تھا اس بدعت کی خرابیوں کو سمجھ گیا اور گدھے پر سواری کر کے تشہیر کی اور اسے دمشق سے نکال کر حران

کو بھیجا اور منادی کرائی گئی کہ جو شخص دین میں کوئی بدعت نکالے گا اس کی بھی سزا ہوگی خوشامدی الفاظ سے سخت نفرت رکھتا تھا۔

حکایت:

ایک دفعہ سلطان نے ابن قیرانی مشہور فاضل کو لکھا کہ خطیبوں کے لئے ایک دعا تصنیف کر دے جو خطبوں میں پڑھی جایا کرے اور تعلی و تکلف سے مبرا ہو فاضل مذکور نے "**اللھم اصلح عبدك الفقرالی رحمتك المخاصنع لھیبتك المعتصم بقوتك المجاھد فی سبیلك المرالط لاعداء دینك ابا القاسم محمود بن زنگی بن اق سقر امیر المئومنین**" وغیرہ الفاظ لکھے سلطان منکسر المزاج تھا اور دیگر بادشاہوں کی طرح شاہانہ تعریفی الفاظ کو پسند نہ کرتا تھا مجوائے آیت کریمہ "**ان اللہ لا یحب کل مختال فخور**" ان معمولی الفاظ کو بھی بنظر استحسان دیکھا اور بجائے کے یہ سے پڑھ دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ منبر اسلام پر جھوٹ نہ کہا جائے اور جو اوصاف مجھ میں کافی نہیں ہیں ان سے مجھے منسوب نہ کیا جائے اور اس خط پر "**اللھم اره الحق اللھم اسعد اللھم انصره اللھم وقفه**" وغیرہ دعائیہ الفاظ لکھ دیئے۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطان نورالدین کس قدر راست باز حق پرست پابند قرآن و سنت تھا خوشامدی مورخ اور دروغ گو شاعر تمام دنیا کے تعریفی الفاظ مغرور، بدچلن، ظالم بادشاہوں کے تعریفوں میں صرف کر دیتے ہیں اور ایک ایک شعر کے عوض میں خزانے الٹ دیئے جاتے تھے مگر نورالدین زنگی جس کا دل و دماغ اسلامی تنویر سے روشن ہو چکا تھا ایسی تعریفوں کو نفرت سے دیکھتا تھا۔

(۹) مستحقین کو زر کثیر دینا مگر خود کھانے پینے میں تکلف نہ کرنا سادگی برتنا کبھی فحش کلمہ

اس کے منہ سے نہ نکلتا خواہ کتنا ہی ناراض ہو کلمہ حق کے سننے اور اتباع سنت میں ہمیشہ کوشاں رہتا ابن اثیر لکھتا ہے کہ میں نے تاریخ زمانہ قدیم و حال کو پڑھا ہے سلیمان علیہ السلام اور خلفاء راشدین و عمر بن عبدالعزیز کے سوا اور کوئی بادشاہ نورالدین کے عادات حسنہ عدل و انصاف و عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ احسان سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوا شجاعت میں بے انتہا تھا سواری میں فرد تھا جرنیل و سپاہی دونوں کے فرائض ادا کرتا بذات خود لڑتا اور کہتا کہ میں شہادت کے لئے لڑتا ہوں۔

احادیث

ایک لڑائی میں امام قطب الدین شافعی نیشاپوری نے یہی الفاظ سلطان کو کہتے سنا، امام مذکور نے کہا کہ یہ خیال دل سے دور کر دیجئے اگر آپ مارے گئے تو ایک مسلمان نہیں بچے گا۔ اسلامی ممالک دشمن چھین لے گا اسلام کمزور ہو جائیگا۔ سلطان نے ناراض ہو کر کہا کہ محمود کون ہے جو اسلام کی حفاظت کر سکے مجھ سے پہلے کون محافظ اسلام تھا میں اس حافظ حقیقی کا ایک ناچیز بندہ ہوں جو اسلام کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ انگریزوں کو چنے چبوا دیئے اسی قوت ایمانی کا نتیجہ تھا کہ یورپ کی اجتماعی طاقت سے ذرہ نہ ڈرا اور حفاظت الٰہی پر اس کو بھروسہ تھا اسی نے لاکھوں بہادر مخالف نورالدین تک پہنچتے راستہ ہی میں فنا کر دیئے اور باقی کو غازیان نوریہ نے گاجر مولی کی طرح کاٹ کر نورالدین کے جنگی اور پولیٹکل لیاقت کا ڈنکا تمام عالم میں بجا دیا۔ پولیٹکل چالوں میں سلطان نورالدین اہل یورپ کو ہمیشہ مات کر دیا کرتا تھا۔ اکثر امصار و بلاد عیسائیوں کو عیسائیوں سے لڑا دیا اور اپنا مددگار بنالیا اسی حکمت عملی کا نتیجہ تھا کہ آرمینا جو ایک مستقل عیسائی سلطنت تھی علاقہ کوہستان دشوار گذار ناممکن التسخیر تھا۔ اسلام کے میدانی علاقہ کے تاخت و تاراج شاہ ارمینا کے لئے نہایت آسان تھی خصوصاً ایسے وقت میں کہ مسلمان اہل فرنگ سے برسر پرخاش تھے مگر مدبر سلطان

نے ایسی چال چلی کہ شاہ آرمینا کو گانٹھ لیا اور عہد کرلیا کہ وہ مخالفین سلطان سے لڑے گا چنانچہ اہل فرنگ کی لڑائیوں میں ارمنی فوجیں مسلمانوں کی ہمراہ ہوکر یورپین عیسائیوں سے لڑتی رہیں۔ نورالدین کے بعد یہ پالیسی ترک کی گئی اور آرمینا والوں نے بہت سا علاقہ اسلامی چھین لیا۔ سلطان کوئی کام دینی مصلحت اور قومی بہبود کی نیت کے سوا نہ کرتا۔

حکایت

ایک تنگ خیال زاہد نے سلطان کو گھوڑ دوڑ اور نیزہ بازی میں علی التواتر مشغول دیکھ کر کہا اس سے گھوڑوں کو بے فائدہ تکلیف دی جاتی ہے اور بمنزلہ لہو ولعب ہے سلطان نے کہا۔ میں ہرگز لہو ولعب کا مشتاق نہیں ہوں بلکہ اس میں فوجی ضرورت مرکوز ہے، دشمن ہر وقت تاک میں لگا رہتا ہے رات دن سردی گرمی میں جہاد کیلئے تیار رہنا پڑتا ہے اگر ہمارے گھوڑے دوڑ دھوپ کے عادی نہ ہوں اور ایک جگہ باندھے رہیں تو جنگ کے وقت دم توڑ کر بیٹھ جائیں گے۔ سوار بھی آرام طلب ہو جائیں گے یہاں جنگی مشق جو روزمرہ کرائی جاتی ہے محض بہ نیت تیاری جہاد ہوتی ہے تفریح طبع کے لئے نہیں اس موقعہ پر فاضل مؤرخ ابن اثیر سلطان کی نسبت لکھتا ہے۔

"فانظر الی هذالملك العظیم العدیم النظیر الذی یقل فی اصحاب الزوایا المقطل العبادة بمثله فان من یجنی فی اللعب به نیة صالحة حتی یصیر من "۔

دشمنان مصطفے ﷺ کی سرکوبی کا انتخاب

خلاصۃ الوفاقی اخبار دار المصطفے میں لکھا ہے کہ سلطان نے ایک رات حضرت نبی اکرم ﷺ کو تین مرتبہ خواب میں دیکھا آپ ہر بار ارشاد فرماتے ہیں کہ اے محمود ان دو اشقر شخصوں سے مجھے چھڑا۔ سلطان نے وزیر کو طلب کیا اور خواب بیان کیا اور

کہا کہ مدینہ منورہ میں کوئی سخت امر واقع ہوا ہے۔ فوراً چند سوار سبک رفتار لیکر یلغار کرتا ہوا مدینہ شریف پہونچا اور کسی کو خبر تک نہ کی حکم کیا کہ کل باشندگان مدینہ کے انعام و صدقہ دینے کے لئے لکھے ان دونوں افراد کو حسب نشاندہی جناب رسول اللہ ﷺ پہچاننے کے لئے خود اپنے ہاتھ سے صدقہ دینے لگا سب لوگ حاضر ہوئے اور صدقہ لے کر چلے گئے مگر وہ نشان اشقر کسی میں نہ پایا گیا سلطان حیران ہوا کہ فرمودہ آنحضرت ﷺ کبھی غلط نہیں ہو سکتا پوچھا کہ کوئی شخص مدینہ میں باقی تو نہیں رہا لوگوں نے کہا کہ دو ہسپانیہ کے درویش زاہد رہ گئے جو تارک الدنیا خلوت نشین ہیں اور کسی سے تعلق نہیں رکھتے جو حجرۃ النبی ﷺ کے پاس رباط میں رہتے ہیں۔ فوراً دونوں بلائے گئے اور نشان مذکورہ پائے گئے جنہوں نے کہا کہ ہم ہسپانوی مسلمان ہیں۔ شوق زیارت روضۂ نبوی ﷺ کیلئے فقیر ہیں، مگر سلطان کے دھمکانے اور ڈرانے سے اقرار کرلیا کہ ہم عیسائی ہیں اور ہم کو عیسائیوں کے بادشاہوں نے جسد مبارک آنحضرت ﷺ کے نکالنے کیلئے مقرر کیا ہے تلاشی سے معلوم ہوا کہ انہوں نے ایک سرنگ مسجد نبوی کے نیچے سے حجرہ شریف تک نکالی ہے اور سرنگ کی مٹی اپنے رباط کے کنوئیں میں ڈالتے رہے ہیں اس جرم میں دونوں قتل کردیئے گئے۔

نتیجہ

ناظرین غور فرمائیں کہ کیسی نیکی اور پھر عداوت رسول کا کس طرح اجتماع ہوا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ اور آپ کے علم پاک کی وسعت کہ اس اہم کام کے لئے سینکڑوں میل دور مقیم بادشاہ کو منتخب فرمایا۔ واقعی یہ سعادت نورالدین محمود زنگی کے حصہ میں لکھی تھی "ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء"۔

ایک اور نیک آدمی لیکن منافق کے قلب کے راز کا افشاء

محدث کبیر امام ابویعلیٰ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس

حدیث کی تخریج فرمائی اور صاحب ابریز نے اسے اپنی کتاب میں نقل کیا۔

"عن انس قال كان فينا شاب ذو عبادة وزهد
واجتهاد فسمعناه لرسول الله ﷺ فلم يعرفه ووصفه
بصفة فلم يعرفه فبينا نحن كذالك اذا قبل فقلنا يارسول
الله هو هذا فقال انى لارئ على وجهه صفعة من
الشيطا فجاء فقال له رسول الله ﷺ اجعلت فى نفسك
ان ليس فى القوم خير منك فقال اللهم نعم ثم وله
فدخل المسجد فقال رسول الله ﷺ من يقتل الرجل
فقال ابو بكر انا ندحل فاذا هو قائم يصلى فقال ابو بكر
كيف اقتل رجلا وهو يصلى وقد نهانا النبى ﷺ من
قتل المسلمين فقال رسول الله ﷺ من يقتل الرجل
فقال عمر انا يارسول الله ﷺ فدخل المسجد فاذا هوا
ساجد فقال مثل ماقال ابو بكر واكرادلا رجعن فقد
رجع من هو خير منى فقال رسول الله ﷺ ياعمر
فذكر له فقال رسول الله ﷺ من يقتل الرجل فقال
على انا فقال انت تقتل ان رجل ته فدخل المسجد
فوجده قد خرج فقال اما والله لوقتله لكان اولهم
واخرهم ولما اختلفا فى امتى اثنان اخرجه ابا بن ابى
شيبه ۔ (ابریز شریف صفحہ ۲۷۷: حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۵۵۵ مطبوع قدیم وجدید
خصائص کبریٰ، جلد ۲ صفحہ ۱۴۷: فتح الباری، جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۴)

ترجمہ: حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مدینے میں ایک بڑا ہی عابد و زاہد نوجوان تھا

ہم نے ایک دن حضور ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا حضور ﷺ اسے نہیں پہچانے اس کے حالات واوصاف بیان کئے جب بھی حضور اسے نہیں پہچان سکے یہاں تک کہ ایک دن وہ اچانک سامنے آگیا جیسے ہی اس پر نظر پڑی ہم نے حضور ﷺ کو خبر دی کہ یہ وہی نوجوان ہے حضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا میں اس کے چہرے پر شیطان کا دھبہ دیکھتا ہوں پھر وہ حضور ﷺ کے قریب آیا اور سلام کیا حضور نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ تو ابھی اپنے دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں ہے اس نے جواب دیا ہاں، اس کے بعد جیسے ہی وہ مسجد کے اندر داخل ہوا حضور ﷺ نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے۔ صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں، جب اس ارادہ سے وہ مسجد کے اندر گئے تو اسے نماز پڑھتا دیکھا تو واپس لوٹ آئے اور اپنے دل میں خیال کیا کہ ایک نمازی کو کیسے قتل کروں جب کہ حضور نے نمازی کے قتل سے منع کیا ہے پھر حضور نے آواز دی کون اسے قتل کرتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں، وہ مسجد کے اندر گئے تو اس وقت نوجوان سجدہ کی حالت میں تھا وہ بھی اسے نماز پڑھتا دیکھ کر حضرت ابوبکر کی طرح واپس لوٹ آئے۔ پھر حضور ﷺ نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں، حضور نے فرمایا تم اسے ضرور قتل کر دو گے بشرطیکہ وہ تمہیں مل جائے لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد کے اندر داخل ہوئے تو وہ جا چکا تھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت کا وہ آخری شخص ثابت ہوتا میری امت کے دو افراد بھی آپس میں کبھی نہ لڑتے۔

فوائد

(1) غور کیجئے کہ شخص مذکور شرعی احکام کا کتنا بڑا پابند تھا لیکن حضور نبی اکرم ﷺ کی نگاہِ کرم اور آپ کے عشق ومحبت سے یکسر خالی تھا اسی لئے حضور نبی پاک

ﷺ کو بار بار متوجہ کرنے کے باوجود آپ نے اس کی جان پہچان سے انکار فرما دیا اگر چہ باطنی طور پر اسکے حالات سے پوری طرح واقف تھے، چنانچہ جب وہ شخص حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ "**انی لاری علی وجهه سفعة منه الشيطان**" یعنی میں اس کے چہرے پر شیطانی دھبے دیکھتا ہوں اور اسے مخاطب کر کے اس کے اندرونی بغض و دشمنی نبوی کا پتہ بھی دے دیا چنانچہ اس کے ساتھ خطاب کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں "**اجعلت فی نفسك فن ليس فی القوم خير منك فقال اللهم نعم**" یعنی کیا تو نے ابھی دل میں یہی سوچا کہ تجھ سے بہتر و برتر کوئی نہیں اس کے منہ سے نکلا ہاں یہی خیال تھا۔ اس سے ثابت ہوا ہمارے نبی پاک ﷺ کے علم کی وسعت کتنی ہے کہ ہر بندے کے حالات سے باخبر ہیں بلکہ آپ ہر ایک کے اندرونی معاملات کو بھی خوب جانتے ہیں اس شخص کے اتنے بہت بڑے زہد و تقویٰ کے باوجود رحمۃ للعلمین امت کے غم میں ساری رات رونے والے کریم رحیم شفیق نبی پاک ﷺ بار بار اس کے قتل کا حکم فرما رہے ہیں اور جلیل القدر صحابہ اور خلفائے راشدین جیسی شخصیات کو، پھر جب وہ قتل نہ ہو سکا تو افسوس فرماتے ہوئے فرمایا "**اما والله لو قتلته لكان اولهم و آخرهم ولما فی امتی اثنان**" یعنی اگر وہ قتل کیا جاتا تو ملائی سبیل اللہ فسادہ میں پہلا اور آخری مقتول ہوتا اور تا قیامت مذہبی جھگڑا اور اختلاف بھی دنیا سے اٹھ جاتا۔ ثابت ہوا کہ یہ جھگڑے اور فسادات مثلاً کبھی سنی شیعہ فساد اور کبھی گیارہویں، عرس، حرام اور کبھی میلاد و جلوس بارہ ربیع الاول شریف کے عدم جواز پر لڑائی غرضیکہ گھر گھر میں شرارتیں برپا کرنا اسی نیک انسان لیکن نبی کریم ﷺ کے دشمن کی معنوی اولاد سے ہے۔

مجاہد جہنمی

ایک شخص قرمان نامی کی وجہ سے غزوہ احد میں شریک نہ ہو سکا اور مدینہ طیبہ

میں پڑا رہا عورتوں نے اسے کہا ہماری طرح گھر میں کیوں بیٹھے ہو اس کی حمیت اس قدر جوش میں آئی کہ اسی وقت اٹھا اور شریکِ جہاد ہوا اس نے اس غضب سے تلوار چلائی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران و ششدر ہو گئے۔

حضور سرور عالم ﷺ نے دیکھ کر فرمایا یہ شخص جہنمی ہے لوگوں نے اس پر بڑا تعجب کیا۔ قرمان نے نعرہ مار کر کہا بھاگنے سے موت بہتر ہے اس جوش میں اس نے سات مشرکین کو ہلاک کر دیا چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسکے پاس پہونچے اور کہا خدا تجھے شہادت نصیب فرمائے۔ کہنے لگا بخدا میں اسلام کی خاطر نہیں لڑ رہا میں تو اس لئے لڑ رہا ہوں کہ یہ لوگ ہمارے نخلستان پر کہیں قابض نہ ہو جائیں اسی اثناء میں اسے ایک زخم آیا جس کا درد بڑھتا گیا چونکہ یہ درد اس کی برداشت سے باہر تھا اس وجہ سے وہ گھبرا گیا اور خنجر سینہ پر رکھکر خودکشی کر لی۔ چونکہ لوگوں کو حقیقتِ حال کی خبر نہ تھی حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ اس نے سات مشرکین کو قتل کیا ہے اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا "**یفعل اللہ مایشاء**" بعدازاں جب حقیقت کھلی تو فرمایا "**اشھد انی رسول اللہ**" اور فرمایا" **(اوکما قال) ان اللہ یوید دینه بفاجر**" بیشک اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کے فاجر سے مدد فرماتا ہے۔ (شواہد النبوت عبدالرحمٰن قدس سرہ)

فوائد

(۱) حضور سرور عالم ﷺ قرمان کے دل کی بات کو جانتے تھے جیسا کہ اس کے انجام پر حقیقت واضح ہوئی۔

(۲) بہت سے نیکی کرنے والے ضروری نہیں کہ وہ بہشتی ہوں نتیجہ خاتمہ پر ظاہر ہوتا ہے۔

(۳) حضور سرور عالم ﷺ غیب جاننے کے باوجود لوگوں سے منوانے پر مامور نہ

تھے۔ بلکہ آپ اپنی رسالت ونبوت کے اظہار کے بعد انہیں صرف نبوت کے علامات و نشانات ظاہر فرما دیتے۔

کلمہ گو جہنمی

ہجرت کے ساتویں سال ایک رات حضور سرور عالم ﷺ نے محلم بن جثامہ عامر اشجعی کو جو ایک نو مسلم تھا سخت سست کہا اور پوچھا تم نے ایک کلمہ گو کو کیوں قتل کیا۔ عرض کی اس نے کلمہ محض جان بچانے کے لئے پڑھا تھا حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہ چیرا۔ تجھے معلوم ہو جاتا اس کی کیا خواہش تھی زبان دل کی ترجمان ہے بعد ازاں حضور سرور عالم ﷺ نے محلم مذکور پر بددعا کی اور وہ ہفتہ کے بعد مر گیا جب اسے دفن کرنے لگتے تو زمین اسے باہر پھینک دیتی تھی پانچ بار ایسا ہوا اسے ایک پتھر کے نیچے دفن کیا گیا۔ حضور ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا زمین اس سے بھی بدتر انسانوں کو نگل جاتی ہے لیکن ایسا یوں ہوا کہ تم لوگوں کو کلمہ شریف کی عظمت معلوم ہو جائے۔ (شواہد النبوۃ)

دل کی بات

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میری ماں نے بھیجا تاکہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگ لاؤں جب میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے آکر بیٹھا تو آپ نے فرمایا۔

"من استغنی اغناہ اللہ ومن تعفف اعفاہ اللہ ومن استکفی کفاہ ومن سال ولہ قیمۃ اوقیۃ فقد الحف"۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کلام مبارک سننے کے بعد سوچا کہ میری فلاں اونٹنی ایک اوقیہ سے تو بہرحال اچھی ہے میں یونہی لوٹ آیا اور کچھ نہ مانگا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دل کا مطلب

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آیت تیمم نازل ہوئی تو ہمیں پتہ نہ چلا کہ تیمم کس طرح کرنا چاہیے ہم حضور ﷺ کے در دولت پر حاضر ہوئے تا کہ ہم تیمم کے متعلق سوال کریں جب حضور ﷺ دولت کدہ سے باہر تشریف لائے مجھے دیکھا تو میری حاجت اور سوال کو جان گئے۔ اس کے بعد آپ نے پیشاب کیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا اور دونوں ہاتھوں سے چہرۂ انور کا مسح کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے کوئی کام نہ کیا ہم واپس آ گئے اور پھر مزید کوئی بات نہ پوچھی۔ (شواہد النبوۃ)

"یاایها الذین امنو اذا ضربتم فی سبیل اللہ" (پارہ نمبر ۵)

اور فرمایا کہ تو نے اسے ارادۃً اور قصداً قتل کیا صرف اس نیت پر کہ اس کی بکریاں ہاتھ لگ جائیں حالانکہ تو سن رہا تھا کہ وہ پڑھتا تھا "لا الہ الا اللہ" اسامہ نے کہا وہ خوف کے مارے پڑھ رہا تھا اس کی نیت نہیں تھی، ایک روایت میں ہے اس نے تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا **"هلا شققت عن قلبه منظرت اصادق هوام کاذب"** کیا تو نے اس کا دل چیرا تھا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ اسکے بعد حضور ﷺ نے اسامہ کو یہی آیت پڑھ کر سنائی حضرت اسامہ نے عرض کی آپ میرے لئے استغفار فرمائیے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے کلمہ "لا الہ الا اللہ الخ" کا کیا جواب ہوگا جو اس نے پڑھا تھا بار بار دہرائے تھے، حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ آپ کے اس جلال وغضب سے اور بار بار کے اسی مضمون کے تکرار سے میں آرزو کرتا کاش میں اس سے قبل مسلمان نہ ہوتا اور یہ دولت مجھے آج نصیب ہوتی تا کہ مجھ سے اتنی بڑی غلطی نہ ہوتی اور نہ ہی حضور ﷺ ناراض ہوتے پھر میرے لئے استغفار فرمایا اور حکم صادر فرمایا کہ اس کی بکریاں واپس کر دے اور ایک غلام آزاد کر (روح البیان)

مزید واقعہ کی تفصیل تفاسیر میں شان نزول کی بحث میں ہے۔

فائدہ: اس واقعہ سے حضور ﷺ کا دور سے ایک کلمہ گو کی قلبی حالت کو بیان فرمانا ہمارے موضوع سخت ہے اور حضرت اسامہ باوجود یہ کہ محبوب بن محبوب تھے لیکن اتنا ناراضگی کہ وہ محبوب اپنے آپ کو مغضوب ترین سمجھنے لگا۔

منافقین کی سازش

غزوۂ تبوک سے واپسی پر منافقین کی ایک جماعت نے اتفاق کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب عقبہ پہنچیں تو انہیں وہاں گرایا جائے رات کے وقت حضور ﷺ عقبہ پہونچے تو آپ نے تمام لوگوں کو براستہ وادی جانے کا حکم دیا۔ لیکن خود عقبہ روانہ ہوئے اور کسی کو اپنے پیچھے آنے کی اجازت نہ بخشی آپ نے اپنے اونٹ کی مہار حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اسے ہانکنے کا حکم فرمایا اس طرح جب وہ عقبہ کی طرف جارہے تھے تو پیچھے سے اچانک چند لوگ ظاہر ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ پیچھے جاکر انہیں واپس کردو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا تھا جو انہوں نے بے خوف و خطر ہوکر ان کی اونٹنیوں کے نتھنوں پہ مارنا شروع کردیا، منافقین خیال کرنے لگے کہ حضور ﷺ کو انکے مکروفریب کا پتہ چل گیا ہے وہ عقبہ سے بسرعت نیچے اتر آئے حضور ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمہیں ان میں سے کسی کی پہچان ہے انہوں نے جواب دیا ہاں میں نے فلاں فلاں شخص کی سواری کو پہچان لیا لیکن انہوں نے اپنے چہروں پر نقاب اوڑھے ہوئے تھے اور چونکہ سخت اندھیرا تھا اسی لئے میں ان میں سے کسی کو شناخت (کامل) نہ کرسکا جب عقبہ سے گذر گئے اور صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابو یحییٰ کیا تمہیں معلوم ہے کہ کل منافقین نے کیا منصوبہ بنایا۔ دراصل وہ چاہتے تھے کہ مجھے عقبہ سے

گرادیں حضرت اُسید رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ فرمائیں تو فوراً ان کے سر کاٹ کر آپ کی خدمت اقدس میں پیش کردوں آپ نے فرمایا اے اُسید مجھے یہ بات پسند نہیں اس لئے کہ لوگ کہینگے کہ جنگ کے خاتمہ پر پیغمبر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے ساتھیوں کو ہی قتل کرنا شروع کردیا ہے۔ حضرت اُسید نے عرض کی وہ آپ کے اصحاب تو نہیں ہیں، آپ نے فرمایا وہ کلمہ شہادت تو پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا کہنے والوں کے قتل سے منع فرمایا ہے اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کے نام بتائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھانے سے روکا ہے، یہ بات حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بغیر حضور ﷺ نے کسی کو نہ بتائی آپ کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑلیا کرتے اگر وہ کسی کا جنازہ پڑھ لیتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پڑھ لیتے ورنہ روک دیتے۔ (شواہد النبوۃ)

چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔

دل کا سوال ❀

وابصہ بن معبد کہتے ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں تھا اور عہد کیا تھا کوئی بھی نیکی و بدی کی بات ایسی نہ ہوگی جسے آپ سے دریافت نہ کروں میں نزدیک پہونچا تو صحابہ کی ایک جماعت آپ کو گھیرے بیٹھی تھی میں نے چاہا کہ آپ کے نزدیک بیٹھوں مگر صحابہ نے مجھے دور رہنے کو کہا مگر حضور نے مجھے دیکھ کر قریب آنے کو کہا یہاں تک کہ میں آپ کے زانوں سے زانوں ملا کر بیٹھ گیا آپ نے فرمایا کیا میں خود بتاؤں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ آپ نے فرمایا تم نیکی اور بدی کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہو پھر حضور ﷺ نے اپنی انگلیاں میرے سینے میں گاڑدیں اور فرمایا۔

"یاوابصہ یا وابصا استفت قلبك استفت نفسك البرما اطمأن الیه القلب والمماأنت الیه القلب والا ثم ماحاك فی قلب وتردوفی الصدروان افتاك الناس وافتوك"

(ترجمہ) اے وابصہ اپنے دل سے فتویٰ لے نیکی وہ ہے جس سے دل مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور سینہ میں اس کا احساس ہو اگر چہ لوگ تجھے کوئی اور طریق سے فتویٰ دیں۔

اہل کتاب کے سوال کا جواب

عتبہ عامر الجہنی کا بیان ہے ایک دن میں حضور ﷺ کی مجلس سے باہر جا رہا تھا تو مجھے چند اہل کتاب ملے جو کتابیں اٹھا کر آ رہے تھے مجھے کہنے لگے اجازت حاصل کرا دو تا کہ ہم حضور ﷺ کو مل سکیں میں واپس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ان سے کیا سروکار مجھ سے ایسی چیزیں پوچھتے ہیں جن کا مجھ سے کچھ واسطہ نہیں میں تو بندہ ہوں میں نہیں جانتا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ مجھے آگاہ نہ کر دے پھر آپ نے کہا پانی لاؤ آپ نے وضو فرمایا دو رکعت نماز ادا کی، آپ کے چہرے پر اس سرور کا اثر نمایاں ہونے لگا اور کہا جاؤ انہیں اور جس قدر صحابہ ہوں اندر لے آؤ جب سب اندر آ گئے تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم چاہتے ہو کہ جو کچھ تم پوچھنے آئے ہو اس کی خود ہی خبر دوں وہ جواب بھی دوں جو تمہاری اپنی کتابوں میں تحریر ہے انہوں نے کہا ہاں وہ سوال بتائیں جو ہم پوچھنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا تم قصہ اسکندر دریافت کرنا چاہتے ہو اور میں تمہیں وہی جواب دوں گا جو تمہاری کتابوں میں لکھا ہے، آپ نے سارا قصہ اسکندر سنایا۔ وہ سب کے سب اعتراف کرنے لگے کہ واقعی ایسا ہماری کتابوں میں درج ہے (شواہد النبوۃ)

ہر سوال کا جواب

ایک ثقفی اور ایک انصاری باہم مشورہ کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے تا کہ آپ سے سوال پوچھ سکیں ثقفی نے انصاری کو کہا یہ تمہارا اپنا شہر

ہے تم جس وقت چاہو آپ سے سوال کر سکتے ہو مجھے اجازت دو میں پہلے سوال پوچھ لوں۔ اجازت ملنے پر جب وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم سوال کرنا چاہتے ہو یا میں بتاؤں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو، ثقفی نے کہا آپ بتائیں۔ آپ ﷺ نے کہا تم نماز و روزہ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو، ثقفی نے قسم کھا کر کہا کہ میں محض یہ سوال لے کر آیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا نماز روزہ کی وضاحت فرمائی پھر انصاری آیا اور آپ ﷺ نے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہارا سوال بتاؤں ۔انصاری نے عرض کیا آپ خود بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم حج روزہ عرفہ حلق شعر اور طواف کے متعلق پوچھنا چاہتے تھے۔ اس نے کہا مجھے اللہ کی قسم میں یہی پوچھنے آیا تھا پھر آپ ﷺ نے ان مسائل پر روشنی ڈالی۔ (شواہد النبوۃ)

حضرت شیبہ بن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور انور ﷺ فتح مکہ کے بعد ہوازن سے جنگ کے ارادہ سے نکلے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ انتقام کا بہترین موقع ہے شاید گڑبڑ میں میں آپ کو قتل کر کے اپنے باپ اور چچا اور بنی اعمام کے جنگ احد میں قتل ہونے کا بدلہ لینے میں کامیاب ہو جاؤں اس وقت میرے خیالات ایسے تھے کہ اگر تمام عرب و عجم کے لوگ آپ کے تابع ہو جائیں تو بھی ہرگز آپ کے تابع نہ ہوں گا بلکہ آپ سے میری عداوت اور بھی بڑھتی ہی جائیگی۔ چنانچہ میدان جنگ میں خوب زور و شور سے گڑبڑ ہوئی تو حضور ﷺ پیادہ ہو گئے اور میں اس وقت بالکل آپ کے قریب تھا میں نے وار کرنے کے ارادہ سے تلوار اٹھائی تو یکا یک مثل برق ایک شعلہ آگ میری طرف آیا جس سے میری آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اور مجھے کچھ نہ سوجھا میں نے بے اختیار آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ حضرت نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا شیبہ میرے قریب آؤ میں قریب ہوا تو آپ نے تین بار میرے سینے پر دست مبارک مارا جس سے میرے دل میں آپ کی اتنی محبت پیدا ہوئی کہ اس

سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتی۔ حضور ﷺ نے مجھے جنگ کرنے کا حکم دیا میں نے آگے بڑھ کر تلوار چلانا شروع کر دیا خدا تعالیٰ کی قسم اس وقت میری یہ حالت تھی کہ اگر کوئی وار حضرت پر آتے تو بھی اسے اپنے اوپر لے لوں اگر اسوقت میرا باپ بھی زندہ ہوتا اور میرے سامنے آتا تو میں اس پر بھی تلوار چلاتا غرض کہ میں اختتام جنگ تک حضرت کے ساتھ رہ کر جہاد کرتا رہا اسکے بعد حضور ﷺ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے میں بھی وہاں حاضر ہو گیا دیکھا کہ حضور کے چہرہ انور پر آثار مسرت نمایاں تھے فرمایا اے شیبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو ارادہ فرمایا وہ بہتر ہے اس سے جو تم نے ارادہ کیا تھا، پھر حضور ﷺ نے میرے ان تمام خیالات کو بیان فرمایا جو میں نے کسی سے نہ کہے تھے میں نے توحید و رسالت کی گواہی دے کر عرض کی حضور میرے لئے بخشش کی دعا فرمادیں ارشاد ہوا کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا۔ (سیرۃ النبویہ)

(مقاصد الاسلام صفحہ ۵ تا ۹)

حضور اکرم ﷺ نے حضرت شیبہ کے سینے پر تین مرتبہ جو دست مبارک سے ضرب لگائی اس کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ پہلی ضرب سے ان کے دل سے کفر نکال دیا دوسری ضرب سے ایمان داخل کر دیا، تیسری ضرب سے اپنی محبت بھر دی اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی محبت کافر کے دل میں کبھی نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے ایسا برگزیدہ سینہ و دل درکار ہے جو کہ نور ایمان سے منور ہو۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے شکایت کی کہ مجھے قرآن شریف یاد نہیں رہتا فرمایا اس کا سبب ایک شیطان ہے جس کو خنزب کہتے ہیں۔ پھر فرمایا میرے قریب آؤ میں قریب ہوا "ثم وضع یدہ علے صدری فوجدت بردھا بین کتفی وقال اخرج یاشیطان من صدر عثمان فما سمعت بعد ذلك شیأاً الا حفظتہٗ"۔

ارباب سیر کہتے ہیں کہ ابوسفیان غزوہ خندق سے لوٹنے کے بعد اپنی قوم میں بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو مدینہ طیبہ جائے اور گھات میں لگا رہے تا کہ محمد (ﷺ) سے ہمارا انتقام لے کیونکہ وہ بازاروں میں آتے جاتے اور تبلیغ رسالت دوست و دشمن سے بے خوف ہوکر کرتے رہتے ہیں اس پر ایک بدوی کھڑا ہوا اس نے کہا اگر تو میری تقویت کرے تو میں اس کام کو انجام دوں گا چونکہ میں ایک تیز و براں خنجر رکھتا ہوں ایک لحظہ میں ان کا کام تمام کر دونگا۔ پھر ابوسفیان نے اس کی سواری کیلئے ایک اونٹ دیا اور زادِ راہ بھی سپرد کیا بعد ازاں اس راز کو چھپانے کی نصیحت کی، وہ مدینہ کی طرف چل دیا۔ رسول اللہ ﷺ کسی قبیلہ کی مسجد میں تشریف فرما نصیحت میں مشغول تھے وہ بدوی وہاں پہنچ گیا اس نے کہا یہ ابن عبدالمطلب ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہاں میں ابن عبدالمطلب ہوں وہ بدوی حضور کی طرف بڑھا حضور ﷺ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو میری ہلاکت کا درپے ہے اور فرمایا سچ بول کیونکہ سچائی ہی تجھے چھڑا سکتی ہے اس پر اس نے ساری حقیقت حال بیان کر دی، حضور ﷺ نے اسے امان دے کر فرمایا جا جہاں تیرا جی چاہے اس بدوی نے کہا **"اشهدان لااله الا الله واشهدانك رسول الله"** اسکے بعد اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میری طائر عقل پرواز کر گئی اور میرا جسم لرزنے اور کانپنے لگا کہ کوئی بھی میرے دلی ارادے سے واقف نہیں بجز میرے اور ابوسفیان کے اور میں نے سمجھ لیا کہ ابوسفیان کی جنگ اور شیطان کی جنگ سے آپ کا محافظ و نگہبان خدا ہے۔ وہ بدوی یہ باتیں کہتا جاتا تھا اور حضور ﷺ تبسم فرماتے جاتے تھے۔ (ﷺ)

علم لدنی ﷺ

ہم اہلسنت علم لدنی کے قائل ہیں اور یہ باطنی امور کے حصول بطریق الہام

باطنی امور کے حصول کا نام ہے چنانچہ مدارک میں ہے "العلم لدنی ماحصل للعبد بطریق الالہام" اور خازن میں ہے "علم لدنی" سے مراد علم الباطن الہاماً ہے اور علم لدنی کی مزید تحقیق ہم نے اپنی تفسیر کی آیت "وعلمناہ من لدنا علماً" کے تحت لکھا ہے۔ بہرحال علم لدنی کے قاعدہ پر بھی ثابت ہے کہ اللہ والے دل کے بھید واسرار سے باذنِ اللہ تعالیٰ وبعطاءِ واقف ہوتے ہیں اسی لئے بعض مفسرین نے حضرت خضر علیہ السلام کے لئے "وعلمناہ من لدنا علماً" میں علماً سے علم لدنی مراد لیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے بہت سے پوشیدہ راز اور مخفی اسرار سے مطلع ہو جاتے تھے چند ایک واقعات ہم نے اپنی تفسیر میں لکھ دیے ہیں۔

ہد ہد

چونکہ دل کے بھید واسرار ایک گویا غلاف اور پردہ میں مخفی اور پوشیدہ ہوتے ہیں اور ان بھیدوں واسرار کو آلہ اور ظاہری اسباب کے بغیر جان لینا اللہ تعالیٰ کی دین وعطا سمجھا جاتا ہے اور چاہے تو وہ اس کا علم ہد ہد جیسے پرندے کو عطا کردے اور چاہے کسی اپنے بندے کو اور ہد ہد کے متعلق مخالفین بھی قائلین ہیں۔

آخری گذارش

فقیر نے اپنی استطاعت پر کافی مواد جمع کیا ہے، ماننے والے کے لئے ایک مضمون بھی کافی ہے نہ ماننے والے ضدی کو دفتر بھی ناکافی۔ فقیر اس سے بڑھ کر مواد پیش کرسکتا ہے لیکن بقدر ضرورت اسی پر اکتفاء کرتا ہے۔ اب مخالفین کی تصریحات بھی ملاحظہ ہوں جس میں انہوں نے صاف لکھا کہ انبیاء واولیاء کو کسی قسم کا علم غیب نہیں نہ ذاتی نہ عطائی۔

(1) مولوی منظور احمد نعمانی نے لکھا کہ "وہ علم ماکان ومایکون خاصۂ خداوندی

ہے جس میں کوئی بھی غیر اللہ اس کا شریک ہو نہیں سکتا"۔

(رسالہ، ماہنامہ الفرقان توحید نمبر صفحہ ۱۲۹)

(2) "کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر علم کی تقسیم یوں نہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی علم رسولوں کا علم عطائی یعنی نوعی فرق کے ساتھ دونوں برابر ہے گویا ایک حقیقی خدا ایک مجازی خدا"۔ (توحید نمبر صفحہ ۱۳۱)

یہ آیت تا قیامت یہی اعلان کرتی رہے گی کہ آپ کو علم غیب نہ تھا اس لئے قیامت تک آپ کو علم غیب نہ ہوگا۔ (توحید نمبر صفحہ ۱۳۶)

دیوبندی جماعت کے دینی پیشوا مولوی منظور احمد نعمانی لکھتے ہیں۔ جس طرح محبت عیسوی کے پودے میں الوہیت مسیح کے عقیدہ نے نشو نما پائی اور جیسے کہ حب اہل بیت کے نام پر رفض کو ترقی ہوئی اسی طرح حب نبیت اور عشق رسالت کا رنگ دے کر مسئلہ علم غیب کو بھی فروغ دیا جا رہا ہے بیچارے عوام محبت کا ظاہری عنوان دیکھ کر برابر اس پر ایمان لا رہے ہیں۔ (الفرقان شمارہ ۵ جلد ۶)

چونکہ عقیدہ علم غیب کا یہ زہر محبت کے دودھ میں ملا کر امت کے حلقوں میں سے پلایا جا رہا ہے اس لئے یہ ان تمام گمراہانہ اعتقادات سے زیادہ خطرناک ہے۔ مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں اور غیب دانی اگر میرے قابو میں ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتا اگر بھلا ہوتا تو اس میں ہاتھ ڈالتا اگر برا معلوم ہوتا تو کاہے کو اس میں قدم رکھتا غرض کہ قدرت اور غیب دانی میں نہیں اور کچھ خدائی کا دعویٰ نہیں رکھتا فقط پیغمبری کا مجھ کو دعویٰ ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۴)

جیسے بیماری و تندرستی و کشائش و تنگی، مرنا، جینا، غم و خوشی سب کی ہر وقت اسے خبر رہتی ہے اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے

اور اس قسم کی باتیں شرک ہیں خواہ یہ عقیدہ انبیاء واولیاء سے رکھے خواہ پیر وشہید سے خواہ امام وامام زادے سے خواہ بھوت وپری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے خواہ اللہ کے دیئے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوگا۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰)

کچھ اس بات میں بھی ان کو بڑائی نہیں ہے کہ اللہ صاحب نے غیب دانی اختیار میں دے دی ہو کہ جس کے دل میں احوال جب چاہیں معلوم کرلیں یا جن غیب کا جب چاہیں معلوم کرلیں کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا یا کس شہر میں ہے یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کرلیں دریافت کرلیں کہ فلاں کے یہاں اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس سوداگری میں اس کا فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا یا اس لڑائی میں فتح پائے گا یا شکست کہ ان سب باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان ہیں۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۲۵)

اللہ صاحب نے پیغمبر ﷺ کو فرمایا کہ لوگوں سے کہدیں کہ غیب کی بات سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ کوئی چیز یعنی غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲)

اسکے علاوہ بیشمار ایسی تصریحات ان کی تصانیفات میں موجود ہیں فقیر اسی پر اکتفاء کر کے رسالہ کو ختم کرتا ہے۔

﴿وما توفیقی إلّا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین﴾

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۲۳ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ بہاول پور۔ پاکستان